1268337

علی‌گڑھ بک بائنڈنگ ہاؤس
رسل‌گنج علیگڑھ

Kalb ʻAlī Khān, Nawab of Rampur,
d. 1887.

Dastanbū-yi khāqānī

LC 72243950

خلق الانسان علمه البیان

لله الحمد والمنه که این شاهد یوسفستان معانی مسمی به

[illegible] جناب هلال رکاب نواب کلب علیخان بهادر [illegible]

خاقانی دستنبوی

۱۲۹۲ھ

بدار الریاست مصطفی آباد عرف رامپور حفظ الله عن المفاسد والشرور

در مطبع تاج المطابع حلیهٔ طبع پوشید

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ا

اودھر شہرہ ہوا چھپکر نشیدِ خسروانی کا
ادھر مطلع کہا یہ حمد مین دیوانِ ثانی کا

ثنائی حق سی یہ رتبہ ہوا میری معانی کا
کہ اب دعویٰ نہین روح القدس کو رمزدانی کا

خدا کی بعد ذاتِ صاحبِ معراج ہی جسنے
بڑہایا عرش سی پایہ سرای اُمّہانی کا

زمانہ ہمسری کیونکر کری اوس نورِ اقدس سی
مقابل جلوۂ باقی سی ہو مُنہ کیا ہی فانی کا

یہ کسکا نامِ نامی مینی لکھا ہی سرِ دیوان
کہ ہی ایک ایک مصرع مین اثر سبع المثانی کا

ہوئی پیدا وہ تیغِ عزم سے جوہر شجاعت کے
کہ اب تک غلغلہ ہے دہر مین صاحبقرانی کا

اگر ہے نقشِ سُمِ شبدیز کا اونکی مہِ کامل
تو مہرِ حشر بھی پرتو ہے شمشیرِ یمانی کا

زبانِ لال پر گر مدحِ حضرت گوہر افشاں ہو
تو عقلِ اولین کو دے سبق معجز بیانی کا

ہزارون رحمتین اولاد اور اصحاب پر اونکی
رہے دنیا مین جبتک نام رنج و شادمانی کا

کہو کچھ عاشقانہ شعر جن پر ہون ملک صدقے
دکھاؤ جوشِ نواب اب طبیعت کی روانی کا

۲

یہی عالم رہا عشاق سے گر بدزبانی کا
تو مٹ جائیگا شہرہ رفتہ رفتہ بدزبانی کا

کیا یہ بندوبست آخر بلائے آسمانی کا
کہ دلمین بھی نہ رکھا نام تک عشقِ نہانی کا

شہادت کا دیا ہے مژدہ قاصد نے مبارک ہو
دلِ رنجور کو پیغام عیشِ جاودانی کا

نہ آیا ذکر تک بھی میری مرنیکا تری آگی
نتیجہ کیا یہی ہوتا ہی ظالم جانفشانی کا

بلائین چرخ نی بھیجین تو اوس سی کچھ نہین شکوہ
تری فرقت مین رونا ہی مجھی تو سخت جانی کا

نہین دیتی ندو مجکو انگوٹھی تم دم رخصت
کہ داغ دل ہی اپنا ہی مجھی چہلا نشانی کا

پسند آئین چمنمین جھچپی بلبل کی خاک اوسکو
پڑا ہو جسکو غم مین تیری لپکا نوحہ خوانی کا

نہ حرف آئی کہین جور و جفا پر تیری ای ظالم
نہ لکھنا کوئی بھی مضمون خط مین مہربانی کا

مری ہی سامنی اغیار سی ہنس ہنس کی باتین ہون
مجھی سی ہی پھر اولٹا شکوہ میری بدگمانی کا

کیی پوشین اونکی کہنی سی داغ جگر مینی
چھپائین وہ بھی خاطر سی مری جوبن جوانی کا

کمر کا بن پڑا ہی وصف اپنی کلک نازک سی
عدم مین کیا عجب نقشہ بگڑ جائی جو مانی کا

بلا ہی جوش استغنا بھی جسنی گوش موسی کو
سنایا عین وصلتمین بھی فقرہ لن ترانی کا

بلکتی ہی تری رفیسی ای نواب سب خلقت
تجہی کسنی بتایا یہ طریقہ نوحہ خوانی کا

۳

ہلال ادنی سا خاکا ہی ہماری ناتوانی کا
شفق بہی رنگ ہی ہلکا سا اشک ارغوانی کا

بگاڑا شام ہی سی میسنی نقشہ زندگانی کا
شبِ ہجران دیکہا منہ بلای ناگہانی کا

فنون دلبری تجہمین بہی تو کچہ کم نتہی یا رب
سکہایا کیون بتون کو پہر طریقہ دلستانی کا

قیامت تک نہ نیند آئی گی پہر بیماری اِن آنکہون مین
سنو گے گر کوئی فقرہ مری غم کی کہانی کا

قضا ہو پند جسکو رشک کا اوسکی ٹہکانا کیا
نہ لینا نام بہولی سی ناصح میری جانی کا

نہوتا ذوق حسن و عشق تو شہرہ نہ کچہ ہوتا
تمہاری بیدہانی کا ہماری بی نشانی کا

کبہی امیدسی ہین کبہی ہین یاس سی مردہ
عجب کچہ رنگ ہی دنیا مین اپنی زندگانی کا

ملو درپردہ مجھسی اور ظاہر مین چھپانی کو
رقیبون کی حوالی کردو عہدہ پاسبانی کا

نہوتا دل تو کچھ رنجش نہوتی مجھسی اور اونسی
حقیقت مین بُرا ہوتا ہی جھگڑا درمیانی کا

کرو ناز و ادا تو خیر لذت بھی ملی دلکو
نہین جور و جفا تو کوئی شیوہ دلستانی کا

الہی رنج اونکو ہو تو مرگ غیر ہی کا ہو
نصیب دشمنان سنتا ہون شہرہ سرگرانی کا

قضا نی بھی نپایا کچھ پتا ہرچند ڈھونڈھا کی
یہ عالم تھا شب ہجران مین اپنی ناتوانی کا

کیا خاموش دو ہی فقرون نین نواب کو تونی
بڑا دعوی تھا حضرت کو بھی اپنی خوش بیانی کا

۴

بزم مین یاد مجھی کل جو وہ گلرو آیا
خون آنکھون سی ٹپک کر سر زانو آیا

خاک پر گر کی فلک میری طرح لوٹی گا
گر کسی روز سر قبر وہ بدخو آیا

چیر کر پہینک دیا سینی سی دل کو باہر | ہجر مین چین نہ جب بہی کسی پہلو آیا
انکہین مرقد مین فرشتونکی بہی کہلجاینگی | جہوٹون کہدونگا اگر مین کہ وہ مہرو آیا
اوسگہڑی تجکو دکہادونگا مزہ ہنسنی کا | چشمِ حیران مین اگر کوئی بہی آنسو آیا
مین یہ سمجہا کہ عطارد ہی سرِ کاہکشان | دہانی جوڑا وہ پہنکر جو لبِ جو آیا

قابلِ دید ہی دن حشر کا پر ای نواب
سیر ہو جای گی دونی جو کہین تو آیا

نئی طرح کا اثر تجہمین ای فغان دیکہا ۵ | کہ اوسکی وصل سی غیرونکو شادمان دیکہا
وہ اور صحبتِ اغیار اور محفل مین | خدا دکہای نہ پہر کل جو کچہ وہان دیکہا
کبہی تو زلف مین اولجہا کبہی تہا پہلو مین | ہجومِ شوق مین دل کو کہان کہان دیکہا

فرشتی عرش کی بی اختیار رو دینگی
تڑپ کی ہمنی اگر سوی آسمان دیکھا

ہوا ہی وصل کا وعدہ کسی سی گر پیشاب
کہ تجھسی آج بہت دل کو بدگمان دیکھا

تمہاری گھر کا مجھی یاد آگیا رہنا
کبھی چمن مین جو بلبل کا آشیان دیکھا

تپش سی میری ہلا عرش چاہنی والی
پھڑک کی مرتی ہین اس طرح نیم جان دیکھا

گمانِ شک ہوا مجھسی بزم مین آیا
کہ اوسنی غیر کو پھر بھر امتحان دیکھا

یہ کسنی کھینچی ہی سینی سی آہِ عالم سوز
کہ مینی عرش پر اوٹھتی ہوی دھوان دیکھا

لپٹ کی روئی یہانتک کہ ہو گئی آخر
تمہاری کوچی مین جب کوئی نیمجان دیکھا

مری نیاز نی اچھی دکھائی یہ تاثیر
کہ اوسنی ناز سی دیکھا مجھی جہان دیکھا

غمو نسی چھوٹ گئی آگی کنجِ مرقد مین
کھین جو لطف نہ دیکھا تھا وہ یہان دیکھا

جہان مین ہین بہت شہسوارِ حسن مگر	نگہ سی تیری ہی فتنی کو ہمعنان دیکھا
سمجھ کی کعبہ وہین لاکہ بار سجدی کیی	کبھی جو بھولی سی اوس بت کا آستان دیکھا

مزہ ہی کیا تجھی رونی مین پیچ وتاب نواب
کہ تجکو خلد مین بہی ہمنی نوحہ خوان دیکھا

کیا یہان سی وہان سوا ہوگا	حشر مین بہی یہی خدا ہوگا
ٹہنڈی سانسین ہین بعد وصلِ عدو	ہای کیا یاد آگیا ہوگا
کیا کرونگا علاجِ نالۂ دل	حشر مین بہی جو نارسا ہوگا
ایسا کس آن اور یون خاموش	تمسی غیرون نی کچہ کہا ہوگا
وعدۂ وصل سی ندو تسکین	ہجر مین اور غم سوا ہوگا

خوشخرام آج کیون ہی چرخ نگر
خاک مین کوئی ملگیا ہوگا

بات کرتی نہین جو تم شاہد
کسی دشمن سی کچہ سنا ہوگا

کیون نہ ڈوبی گی کشتئ امید
تجہسا ظالم جو ناخدا ہوگا

دی مجہی قصرِ خلد ہی یارب
دوزخ اغیار سی بہرا ہوگا

کیون ڈراتا ہی عشق سی ناصح
مرہی جاینگی اور کیا ہوگا

پہانس لائی گا دل اگر کیطرح
گیسوِ یار گر رسا ہوگا

سیرِ محشر دکہاونگا واعظ
جب کبہی وہ صنم خفا ہوگا

حشر پرسش کا دن ہی پرتو آب
تجکو اوسدن بہی پوچہتا ہوگا

دل اگر زلف سی رہا ہوگا ، تو تری ناز پر فدا ہوگا
جو ہوا ہوگا مبتلا تجھپر — اوسکا احوال کیا ہوا ہوگا
حشر مین آوگی جو غیر کی سات — بس قیامت کا سامنا ہوگا
جوش مین شوقِ وصل کی قاصد — مینی کیا کچھ اوسی لکھا ہوگا
وہ تماشا بھی ہوگا قابلِ دید — جب مرا تیرا سامنا ہوگا
بعد مرنیکی بھی دلِ آزاد — قبلۂ رند و پارسا ہوگا
تیری ضد سی عدو کو چاہین گی — وہ بھی کیا تجھسا بیوفا ہوگا
لی ہی لیگا کبھی فلک کی خبر — کوئی نالہ اگر رسا ہوگا
جاتی ہین کعبی کو وہان بھی اگر — وہی بت ہو تو کیا مزا ہوگا

موت پر جان دونگا محشر تک — وہ اگر شاملِ عزا ہوگا

بھول جاؤگی سب رقیبون کو — جب کبھی مجھسی سامنا ہوگا

رشک ہرگز نہ جائیگا دلسی — سارا عالم بھی گر فنا ہوگا

جبہہ سائی سی اٹھو ہی امید — خطِ تقدیر مٹ گیا ہوگا

یہ نسمجھو کہ کچہ نہین خواہش — دل مین کوئی تو مدعا ہوگا

اپنی مرنیکا غم نہین ہی یہ غم — تجھپر اب کون مبتلا ہوگا

آج پھر سرخ ہی مرا دامن — خون آنکھون سی پھر بہا ہوگا

سنتی ہین مرگیا ہی کوئی آج — تمنی بھی تو کہین سنا ہوگا

نکرو دعویِ وفا نواب

اور وہ مائلِ جفا ہو گا

۸

کون کہتا ہی نظر مین وہی جانان ہی رہا
میری آنکھون پر تو دائم میرا دامان ہی رہا

روکتا ہی اوسکو واعظ بت پرستی سی بہلا
جسکا گھر روزِ ازل سی کافرستان ہی رہا

دل ہمارا تو پھنسا یا سو بلاؤن مین مگر
اونکا گیسو بھی چہری پر پریشان ہی رہا

کچھ نہین سر در گریبان مین ہی تیری راہ مین
جو رہا کوچی مین تیری وہ پشیمان ہی رہا

حسرت اوس بیکس کی بہی الٰہی دیکھا چاہیی
جسکی قسمت مین ہمیشہ رنجِ ہجران ہی رہا

ہاتہ اوٹھاتا مین دعا کیواسطی سو بار پر
پنجۂ وحشت مرا وقفِ گریبان ہی رہا

یہ عدم مین پائی تھی راحت کہ میری لاش پر
لاکہ نازون سی وہ آئی پر مین بیجان ہی رہا

اوس سی گھاتین ہوشیاری کی نہین سیکھا تمہین
جو تمہاری روبرو ہر وقت نادان ہی رہا

عشق ورزی سی تری نواب حیرت ہی کہ تو
دیکھکر نازِ بتان کو بھی مسلمان ہی رہا

۹

تری خدنگِ ادا کا وہی نشانہ ہوا
کہ جسکی عشق سی تو آفتِ زمانہ ہوا

عدو کی ٹھوکرین کھانیکو ہای سر میرا
لحد سی آکی ترا سنگِ آستانہ ہوا

خدا کی بندون نی کہنی سی تری ای واعظ
کیا تو زہد مگر ایک بھی خدا نہ ہوا

یہ کچھ نہ سوچی کہ مجھپر گذر گئی کیا کیا
تمہین تو قصۂ فرقت مرا فسانہ ہوا

گرینگی کیا وہ الہی کہ جن سی وصل مین بھی
حجابِ عشق سی کچھ مدعا ادا نہ ہوا

تری گلی کو تو چھوڑا عدم مین جا پہنچا
کدھر کو بھیجا تھا قاصد کدھر روانہ ہوا

فرشتونکو بھی کیا میری آہ نی تسخیر
یہ کیا بلا ہی کہ اک تو ہی آشنا نہ ہوا

بہار آئی گی صیاد بنکر ای گلچین | کبھی چمن مین اگر میرا آشیانہ ہوا

بچا ہوا تھا جو کچہ تیری چال سی فتنہ | بدل کی رنگ وہی گردشِ زمانہ ہوا

یہ کیا کیا جو کیا دعویِ وفا نواب
کہ اوسکو اور جفا کی لیی بہانہ ہوا

۱۰

ہوا ہی وعدہ کسی سی جو گل کی آنی کا | تو رنگ اور ہی کچہ آج ہی زمانی کا

عبث رقیب سی ہوتا ہی مشورہ ای کاش | وہ طور پوچھین مجھی سی مری جلانی کا

وصال کا ہو جو وعدہ تو موت سے بھی کہون | کہ آج شبکو تجھی مین نہین بُلانی کا

کچہ ایسی لطف سی اوسنی عدو کو قتل کیا | کہ مجکو شوق ہوا اپنے آزمانی کا

یہ جائیگی مری حسرت کہ پھر بھی کچہ نہ رہا | رہا جو حشر تک افسوس دلکی جانی کا

ہماری گریۂ خونین کو پوچھتا ہی کون
جہان ہو شہرہ کسی گل کی مُسکرانی کا

وہ مجھسی پوچھتی ہین سرگذشت دشمن کی
یہ وقت خوب ہی حالِ دل سنانی کا

جہان کو نہ ڈبو چشمِ خونفشان کر ابھی
بہت ہی شوق یہان دلمین خاک اڑانی کا

وہان تو گرمِ نصیحت ہی ناصح اور یہان
طریق سوچتی ہین تری بس مین لانی کا

نہ بھولی گا کبھی دل کو مری قیامت تک
حیا سی وصل مین عالم وہ منہ چھپانی کا

ازل سی برق ہی بیتاب اور اوسی کوئی
پتا بتا تا نہین میری آشیانی کا

خدا سی صبر بھی مانگون جو ہو مجھی معلوم
کہ حوصلہ ہی تجھی اسقدر ستانی کا

بہانی اتنی کیی وقتِ دیدمینی ہی
کہ اب محل نہ رہا بات بھی بنانی کا

مدد کا وقت ہی جوشِ جنون کہ محفل مین
اونہین خیال ہند ہا ہی مری اوٹھانی کا

بنین گی ہم بھی خدا ہی کی عاشق ای نواب
طریقہ خوب ہی اوس بت کی یہ جلانی کا

۱۱

دیکھکر جلوہ تیری نکہت کا — رنگ فق ہو گیا ہی خلقت کا
لوگ گھبراتی ہین عداوت سے — مجکو رونا پڑا محبت کا
بی نشانی تجھی مبارک ہو — وہ پتا پوچھتی ہین تربت کا
بڑہ کی ہی تیری قیس سی لیلی — غلغلہ میری جوشِ وحشت کا
ایسی بھی لوگ ہونگی دنیا مین — جن سی وعدہ کری وہ وصلت کا
پہلی منہ دیکھو آرسی مین تم — پھر سبب مجھسی پوچھو حیرت کا
دار پر چڑہ گیا جو یون منصور — ہو گا عاشق تمہاری قامت کا

حشر برپا ہی ساری عالم مین ۔ میرا نالہ ہی کس قیامت کا

مین تو بسمل ہوا رقیبون کو ۔ خوب موقع ملا عیادت کا

شوخیِ حور سی اوسی کیا بحث ۔ ہو جو خوگر تری شرارت کا

رات دن چھوڑ رونیکو زاہد ۔ پھر بتا وقت تو عبادت کا

تیری بسمل کی نزع پر افسوس ۔ ہای اوسکا وہ وقت حسرت کا

کچہ مسیحا سی کم نہین وہ لب ۔ کیا کرین پر علاج شہرت کا

اوسنی بیداد کی تہمت بھی ۔ دل کو دعویٰ ہا محبت کا

جب سی پوچھی ہین آپ نی آنسو ۔ تب سی رونا ہی اپنی قسمت کا

غیر کو دی مراد دل یار ۔ مین تو خواہان ہون اپنی حسرت کا

ایسی لذت سی جان دی مینی — شوق اجل کو ہوا شہادت کا

دعویِ عقل عشق مین نواب
کچہ ٹہکانا ہی اس جہالت کا

۱۲

پیار کرنا بہی اچہی صورت کا — سامنا ہی بڑی مصیبت کا
ایسی نوحی کہی کہ محشر مین — پیٹنا پڑ گیا قیامت کا
واجب القتل ہون کہ رُو رُو کر — دل کیا خون ساری خلقت کا
بوسی کی نام سی بگڑتی ہین — کچہ ٹہکانا ہی اس نزاکت کا
کشتۂ ناز ہو چکی پہر بہی — شوق دل مین رہا شہادت کا
شب وصلت مین کیا کرینگی ہم — دہیان آیا جو روزِ فرقت کا

پیار کرتا ہون تجھسی ظالم کو
مین تو قائل ہون اپنی ہمت کا

کل تو پہلو مین تھا بہت لیکن
آج دل مین ہی درد شدت کا

خُلد مین بھی یہی ہیگا دہیان
کیا ہوا ہای جوش حسرت کا

یا الٰہی جہان سی مٹ جای
نام تک عاشقونکی قسمت کا

کچھ یہ انصاف ہی کہ پوچھی ہو
غیر سی حال میری چاہت کا

مرگِ شادی مجھی مبارک ہو
قصد کرتا ہی وہ عیادت کا

دلِ پژمردہ کو بہی رولین گی
وقت ہوگا جو کوئی فرصت کا

غیر کو نامہ لکھتی ہو ہم بہی
کھولین دفتر ذرا شکایت کا

شوخیون سی وہ کرتی ہین توبہ
یہ بہی اک طور ہی شرارت کا

کیا ڈراتا ہی حشر سے واعظ
ایک وہ بھی ہی رنگ آفت کا

بچگیا غم سی مین جو اُسکی بار
نام بھی پھر نہ لونگا الفت کا

حالِ نواب کچھ نپوچھ کہ آج
رنگ ہی اور خود بدولت کا

۱۳

جھومتا نازسی جبسدم وہ پریزاد آیا
ایسی حالت ہوئی میری کہ خدا یاد آیا

لوگ تھامی ہوی ہین دلکو ذرا دیکھیو تو
کون اِس بزم مین آمادۂ فریاد آیا

ایسی حسرت کی نگاہونسی بُلایا مینی
کہ مری قتل کو روتا ہوا جلاد آیا

ابھی دعوی بہت انصاف کا ہی اورِ حشر
سیر ہو جای گی گروہ ستم ایجاد آیا

شاد تھا وصل مین کیسا دلِ غمگین میرا
کیون غمِ ہجر ترا ہای مجھی یاد آیا

ایسی مشکل تھی اسیری کہ پھنسانیکو مری
دام زلفونکا لیی ہاتہ مین صیاد آیا

حسنِ شیرین نی کسی نازو ادا سے مارا
پیٹتا قبر سے جسکی لیی فرہاد آیا

جسکو مشغولِ ستم دیکہ لیا واہ ری شوق
وہین سو جان سی اوسپر دلِ ناشاد آیا

ہای فریاد کرین کس سی کہ تو نی ای چرخ
جسکو بہیجا وہی آمادۂ بیداد آیا

ٹہیک نقشہ جو کسی مانک کا کہینچا گیا
سر جہکائی ہوی اوسکی رقم سی بہزاد آیا

کلمہ پڑہنی لگی گا وہین بت کا زاہد
جوش پر کچہ بہی اگر حسنِ خداداد آیا

دشتِ وحشت مین مجہی دیکہ کی لیلی نی کہا
اپنی مجنون سی کہی لی دیکہ وہ استاد آیا

بزم مین غیرونکی تڑپا وکی بسمل کیطرح
میرا رونا جو تمہین بہول کی بہی یاد آیا

نشۂ عیش سی بیہوش رہا مدت تک
جو تری پاس سی اک آن کو بہی شاد آیا

شوقِ نشتر تھا ہماری رگِ جانکو ایسا	خون کا جوش ہوا جب کبھی فصاد آیا

غش مین کیا لیٹے ہو نواب ذرا کھولو نگاہ
دیکھو تو بہرِ عیادت وہ پریزاد آیا

۱۴

غیر مر جائیگا یا عالم فنا ہو جایگا	حال میرا مجھسی سُن لوگی تو کیا ہو جایگا
عشقِ جانان گر مری دل سی جدا ہو جایگا	تو نہین معلوم ناصح دم مین کیا ہو جایگا
وصل کا وعدہ نکرنا وقتِ آخر ناز سی	ورنہ جینی کی لیی اک آسرا ہو جایگا
کون مقتل مین سنیگا میری فریاد کین تم	ہاتہ اوٹھاؤگی تو شورِ مرحبا ہو جایگا
شوقِ وصل و دردِ ہجران کہکی پھر آ نامہ بر	مطلبِ دل دو ہی باتون مین ادا ہو جایگا
دل بہلا کیا خوش کرون واعظ کہ میری آہ سی	خلد مین بھی دوسرا محشر بپا ہو جایگا

حشر اُوسکا کس طرح ہوگا بتا تو ای خدا
جو کوئی کوچی مین اوس بت کی فنا ہوجای گا

غیر تمکو باوفا سمجھا ہی تو کچہ غم نہین
رفتہ رفتہ وہ بھی پامالِ جفا ہوجای گا

مستِ مغرورِ خودی نواب جسکا نام تہا
یہ نہ سمجھی تہی کہ یون تجہپہ فدا ہوجای گا

ہٹ نئی غمزہ نیا حیلہ نیا ناز نیا
دل لُبہانی کا وہان روز ہی انداز نیا

دل مرادیگا خبر میری تجھی ڈرتا ہون
تیری گہر مین یہ برا پہنچا ہی غماز نیا

چاہنی والی نئی ملتی ہین اونکو یارب
کوئی مجکو بھی ملی شاہدِ طناز نیا

مین ہون یا ایک مرا دل ہی دکہاتی کیسی
اور تو کوئی بھی دیکہا نہین جانباز نیا

غیر ہو قتل جو باتون سی تو ہم جی اوٹہین
چاہتی ہین تری ہونٹونسی یہ اعجاز نیا

وہ بھی دو دن مین ہوا مثل پُرانونکی بُرا
ڈہونڈہ کر کوئی نکالا ہی جو ہمراز نیا

سبزۂ خط سی ترا حسن نہ بگڑا کچہ بہی
انتہا کا ہی مری جان یہ آغاز نیا

پھر نہ بہٹکون گا مین در پہ بہی جو تیری یہین
ابکی آئی گا نظر کوئی در انداز نیا

جو کری قدر مری رخنم کُہن کی یا رب
تا ابد اوسکا رہی حسنِ خدا ساز نیا

اپنی جوبن کی طرح مُنہ بہی چہپا لیتی ہین
وصل مین خوب نکالا ہی یہ انداز نیا

گالیان روز تہین پہ ہمنی سنا ہی نواب
اور کچہ شکوہ ہوا آپ کا اعزاز نیا

١٦

نازسی اوسنی وہان ہاتہ کمر پر رکہا
دردنی اوٹہ کی یہان کوہ جگر پر رکہا

دلِ خونابہ فشان کا بہی کرو کوئی علاج
تمنی دامن تو مری دیدۂ تر پر رکہا

منہ قیامتمین دکھاؤنگا مین کیا حسرت کو | ہای تابوت مرا کیون تری در پر رکہا

ذوقِ وصلت مین کرون کیا یہ دلِ نادان نی | جان دینا تو تری عزمِ سحر پر رکہا

تجھسی ای شوق سمجھ لونگا اگر ابکی بار | تونی زندہ مجھی امیدِ خبر پر رکہا

نیند کی جھونکی دمِ نزع مجھی آنی لگی | ہاتہ کسنی یہ مری دردِ جگر پر رکہا

آہ نکلی ہی نہین ہجر مین منہ سی نوابؔ | ہمدمون نی عبث الزامِ اثر پر رکہا

کیا حال ہوگا حشر مین اوس دادخواہ کا | کشتہ ہی جو فقط تری ترچھی نگاہ کا

منہ پر نچہوڑ زلف کہ تیری ہی حسن سی | در پردہ سامنا ہی یہ روزِ سیاہ کا

ہنستی نہین ہین تجھپر اگر محتسب تو پھر | شور اوٹہ رہا ہی شیشونسی کیون قاہ قاہ کا

دسوان فلک بنی گا زمانی کی واسطی
نقشہ یہی رہا جو مری دودِ آہ کا

معنی جدا ہون نقطسی گر مین رقم کرون
مضمون کچھ بہی نامی مین حالِ تباہ کا

وہ دی سزا تو حسنِ عمل سی بہی دوستو
برہ جای کیون نہ مرتبہ اپنی گناہ کا

ٹھوکر لگی جو کعبی کی در پر تو ناگہان
آیا خیال مجکو تری سنگِ راہ کا

رخسار اوسکی آئنی مین جلوہ گر نہین
جلوہ ہی ایک ہالی مین خورشید و ماہ کا

دل مانگ لونگا حشر مین دعوی کی واسطی
لازم ہے مدعے کو بلانا گواہ کا

تیری گلی کی مجکو گدائی نصیب ہو
گر ہو خیال تیری سو مال و جاہ کا

دب جائین ہم کبھی کبھی تم درگذر کرو
الفت مین جان ڈھنگ یہی ہی نباہ کا

روتی ہو کیون فراق مین نواب رات دن

تمکو تو ذوق تھا بہت اوس بُت کی چاہ کا

لاشہ اوٹھتا تھا یہ کسکی عاشقِ دلگیر کا
شور تھا جو ہر گلی کوچمین گلِ تکبیر کا

وای قسمت جس صنم کو عمر بھر سجدی کیی
وہ بھی قائل ہوگیا آخر مری تکفیر کا

موت بھی آتی ہی تو ہنستی ہی مجکو دیکھکر
دُور تک پہنچا ہی اب شہرہ مری توقیر کا

قدسیونسی خبر گنہ سرزد نہو کوئی عمل
نام کو بھی گر مزہ پائین تری تعزیر کا

بعد اک مدت کی اونسی ہای یہ بہیجا جواب
ہم نسمجھی کوئی مطلب آپ کی تحریر کا

قائم رونیسی اب لکھتا تھا جب خطِ جبین
تھامنا تھا ہاتہ اوسیدم کاتبِ تقدیر کا

جسکو جو جلوہ دکھایا وہ اوسیکا ہوگیا
وہ صنم سرسی قدم تک نقش ہی تسخیر کا

ہی خجل قامت سی یا شرمندہ رفتار ہی
کوئی پوچھی تو قیامت سی سبب تاخیر کا

ڈھونڈہ کر اسکو نکالو تم تو مین جانون یہین
اب تو دلمین چھپ رہا پیکان تمہاری تیر کا

تیری زلفین ہین رسا تو جوشِ وحشت سی یہان
عرش تک پہنچا ہی شیون اپنی ہی زنجیر کا

حضرتِ نواب نے اہد پر ترحم واہ واہ
حکم ہوا اسکی لیی تو حشر تک تشہیر کا

۱۹

کیون نہ بگڑی ہر گھڑی نقشہ مری تقدیر کا
ہی بغل مین رات دن خاکا تری تصویر کا

وہ درازی ہوگئی ہی عشقِ وحشت مین کہ اب
گیسوؤن سی ملگیا ہی سلسلہ زنجیر کا

قربِ دشمن اپنی دوری دیکھی ہی رویا مین آج
یارب الٹا ہو اثر اس خواب کی تعبیر کا

وصل اپنا جز مقدر اور باتون پر نہ کہ
ورنہ ہوگا اک بہانہ خلق کو تدبیر کا

وہ شکار افگن مگر آیا ہی صحرا مین کہ آج
سوی ناوک پھر گیا ہی منہ ہر اک نخچیر کا

جو مزہ ہی اوسکی غصی مین نہین وہ لطف مین
عفو چاہونگا نہ مین اپنی کسی تقصیر کا

گر اثر ہوتا تو کیا ہوتا کہ اس حالت مین بہی
غلغلہ پہنچا فلک تک آہِ بی تاثیر کا

ہر پلک اوس ترک کی ہی خنجرِ بران سی تیز
ابروون مین صاف عالم ہی خمِ شمشیر کا

ہو گیا وہ زرد کچہ بہی جسکی منہ پر پڑ گئی
تیری خاکِ راہ مین کیا ہی اثر اکسیر کا

حضرتِ ناصح نہ نکلی بات اوسکی روبرو
شور ہی سنتی رہی ہم آپ کی تقریر کا

دل جگر نواب دونون ہو گئی جل بہن کی خاک
یہ ہوا انجام آخر نالۂ شبگیر کا

۲۰

جوش پر یہ دیدۂ پرنم رہا
جس سی عالم درہم و برہم رہا

کیا کرونگا وصل مین ای شوقِ دل
حسرتون کا گر یہی عالم رہا

کٹ گئی لاکھون گلی لیکن وہان — تیغِ ابرو کا وہی دم خم رہا

سیکڑون عالم فنا ہو جائینگی — دو گھڑی بہی گرمِ ماتم رہا

کیا مری آغوش مین ٹہری وہ بت — عیش غم سی کب بہلا تو اُم رہا

حشر تک بہی گر رہا لطفِ وصال — مین یہ سمجہونگا کہ پھر بہی کم رہا

اپنی بیگانی ہوی جسکی لیی — ہای مجہسی وہ بہی نامحرم رہا

خاک ہو جاوگی ای نواب تم
اور چندی گریہ شورِ غم رہا

۲۱

شوق ہی اوسکو بہت اپنی خود آرائی کا — آئنہ کیون نہ بنی چشمِ تماشائی کا

ساری دنیا مین ہو چرچا مری رسوائی کا — عشق اسواسطی ہی اوس بتِ ہرجائی کا

میرا دلبر وہی کافر ہی جسی او خنجر
آج دعوی ہی تری سامنی یکتائی کا

عرش پر لاش مری چاہیی رکھنا ہمدم
پوچھ تو کشتہ ہون کسکی شب تنہائی کا

ذوقِ دیدار مدد کر کہ بڑی شوق سی وہ
حوصلہ دیکھتی ہین اپنی تماشائی کا

ہای وہ نزع مین بالین سی ترا اوٹھ جانا
دیکھنا یاس سی وہ تیری تمنائی کا

چرخ سی آتی ہی اوسوقت بلا جب سب سی
پوچھ لیتی ہی پتا آپکی شیدائی کا

جسجگہ ملکِ عدم مین ہین وفائین تیری
وہین مسکن ہی ہماری بھی شکیبائی کا

خطِ قسمت اسی حیلی سی مٹایا مینی
ورنہ تھا کسکو یہان شوق جبین سائی کا

شکل غیرونکی بھی میری سی بنا دی یارب
تا نہو حوصلہ پورا کسی ہرجائی کا

ہای اوسنی ہی مجھی قتل کیا ای نواب

جسکو دعویٰ ہی بہت اپنی مسیحائی کا

کل جو مقتل مین ادا سی وہ ستمگر آیا
مین بھی تھامی ہوی اپنا دلِ مضطر آیا

دیکہو گی اوسی تو تم بہی تڑپ جاؤ گی
دل تڑپ کر جو کبھی سینی سی باہر آیا

روز اس طرح کی دشمن سی ہون عدو کہ وہ آج
خانۂ غیر کی دہوکی مین مری گہر آیا

بار تہا سایۂ گیسو بہی جسی شانی پر
وہ اوٹہانی کو جنازہ مرا کیونکر آیا

پیشِ حق لیگئی سب نامۂ اعمال تو مین
تیری شکوونکا بغل مین لیی دفتر آیا

وہ تو آیا نہین جسکی ہی تمنا ہمکو
کیا کرین حشر مین گر داورِ محشر آیا

ہای ری یاس کی تاثیر کہ کل مقتل مین
رو دیا اوسنی بھی جب مین تہِ خنجر آیا

ضعف کا اپنی مین احسان نمانون کیونکر
ہاتہ تھامی مرا محفل مین وہ دلبر آیا

موت کی وعدی کا بہی جسکو نہین خاک یقین | جہوٹا وعدہ ترا کیونکر اوسے باور آیا

ہون وہ مشتاقِ شہادت کہ خوشی سی مینی | مہر کردی وہین جب سامنی محضر آیا

کہائی اوسکی نصیبون کی قسم حسرت ہے | کہ جسی زہر بہی غم مین نہ میسر آیا

سمجہی ہم چاندیہ ڈوباہی شفق مین ساقی | جب تری دستِ حنابستہ مین ساغر آیا

شیخ بہی مثلِ برہمن جو صنم کہ اوٹہا | دیکہنا بزم مین یہ کونسا کافر آیا

ہای اتنا تو بتادی دلِ وحشی مجکو | چین بہی اوسکی تجہی ہجر مین کیونکر آیا

جیتی جی تو نہ کبہی لی دلِ بیکس کی خبر | اوگہڑی آئی کہ جب وقت برابر آیا

جا کی اوس بت کو نصیحت نہ کبہی کی واعظ | یون تو تو کبنی کو ہمیشہ سرِ منبر آیا

کسنی نواب پکارا تجہی جو تو گہر سی

ہاتہ باندہی ہوی رومال سی باہر آیا

گر عدم مین بہی کمر کا تری شُہرا ہوگا	رشک سی ہای مرا حال وہان کیا ہوگا
حشر جس روز بڑی دہوم سی برپا ہوگا	یہی دل ہوگا بغل مین تو تماشا ہوگا
جسکا سر ہوگا دمِ نزع تری زانو پر	کُنجِ مرقد مین وہ کس چین سی سُویا ہوگا
لذتِ جور مین جی بہر کی اوٹہانون ظالم	تجہسا بیرحم نہ ہرگز کبہی پیدا ہوگا
مرگیا مین شبِ وصلت تو وہ ہنسکر بولی	غش مجہی دیکہکی شاید اسی آیا ہوگا
میری پہلو سی ذرا کہکی تم اوٹہنا ورنہ	تپشِ دل سی مرے حشر ابہی برپا ہوگا
اور کیا ہوگا رقیبونکی ملاقاتون سی	یہی ہوگا کہ کہین انکا بہی چرچا ہوگا
تمسا دانا تو زمانی مین نہین اب لیکن	مجہسا نادان بہی تا حشر نہ پیدا ہوگا

۲۳

جب بنایا تھا زمانی کو خدا نی تو آب
های اوسکو بھی عجب پیار سی دیکھا ہوگا

۲۴

کچہ تو ارمان دل مین چھوڑا تھا　　جس لیی تونی عہد توڑا تھا
دیکھنا تھا مجھی کو محفل مین　　مُسکرا اکر جو مُنہ کو موڑا تھا
ساری دنیا کا درد تھا دلمین　　میری نزدیک پھر بھی تھوڑا تھا
نہین مِلتا ہی کیون سراغ تجھے　　دل تو تیری ہی پاس چھوڑا تھا
پھر ہوی اشک آنکہ سی جاری　　مینی دامن ابھی نچوڑا تھا
کاٹی ہو وقت تونی پر صیاد　　مدتون مین قفس کو توڑا تھا

پھوٹ کر آنکھون سی بہا لو آب.

دل تھا پہلو مین یہ کہ پھوڑا تھا

٢٥ مین خود ہی مر گیا کہ کسی پر فدا ہوا ‌ ‌ کیا پوچھتی ہو مجھ سی خدا جانی کیا ہوا

حالِ غمِ فراق جو کہتا ہون مین کبھی ‌ ‌ کہتی ہین یہ فسانہ ہی میرا سنا ہوا

بختِ سیاہ پر مری عاشق ہی اک جہان ‌ ‌ حیران ہین کہ کیون نہ وہ زلفِ دوتا ہوا

صدقی مین ایسی مرگ کی گر بعدِ قتل وہ ‌ ‌ گھبرا کی بول اوٹھی کہ ہی ہی یہ کیا ہوا

آخر بھٹک بھٹک کی مین پہنچا ہی یار تک ‌ ‌ صد شکر شوقِ دل ہی مرا رہنما ہوا

نواب تم تو عشق سی کرتی تھی سبکو منع
دی بیٹھی آپ دل یہ خدا جانی کیا ہوا

٢٦ وہ دل کہ خدائی کی لیی عرشِ برین تھا ‌ ‌ دیکھا تو تری رہ مین وہی خاک نشین تھا

کیا ہمنی ہی چاہا ہی کہ ہین موردِ بیداد
دنیا مین مگر عشق کبہی پہلی نہین تہا

مٹ جاینگی سب نام و نشان اہلِ وفا کی
انداز سی تیری مجہی پہلی ہی یقین تہا

سجدہ نہ کیا کعبی کو واعظ تو ہوا کیا
بتخانی مین قشقہ تو یہان زیبِ جبین تہا

غم کہانی کی دعوی سی گئی غیر کی گہر ہم
دیکہا تو وہ ہمسی بہی کہین بڑہ کی حزین تہا

عشاق تو کیا چیز ہین مقتل مین ہماری
نقشِ قدمِ یار بہی پیوندِ زمین تہا

نظارۂ یوسف سی کٹی جنکی کفِ دست
افسوس یہ آتا ہی کہ مین اون مین نہین تہا

اوس تک بہی پہنچتا نہین یارب یہ ہوا کیا
نالہ تو مرا ہمنفسِ روحِ امین تہا

کیا ہو گیا تہا ہای کہ کل سے اپنی وفا پہ
وہ جہوٹی قسم کہاتی تہی پر مجکو یقین تہا

لب خون ہوا دل خبر اسکی نہین لیکن
اتنا تو سنا تہا کہ یہ ماتم بہی کہین تہا

کیون باتین بناتی ہو عبث زہد کی تو آب
جس بزم مین تم رات تھی مین بھی تو وہین تھا

٢٧

سینی مین عشقِ روی صنم سی یہ نور تھا — نکلا جو شعلہ دل سی وہ اک برقِ طور تھا

ہرچند شانِ فتنہ گری سی یہ دور تھا — لیکن ہماری لاش پر آنا ضرور تھا

خلقت نہین ہوئی تھی مری جبتک ابتدا — سینی مین کسکی میرا دلِ ناصبور تھا

مینی تو رنجِ ہجر سی تنگ آکی جان دی — اوسکو یہی ہی وہم کہ مشتاقِ حور تھا

لی لینی مین تھی کسکی خطا یہ بتائیے — دل دینی مین تو خیر ہمارا قصور تھا

مرتا ہون مین تو اپنی ہی وقتِ اخیر پر — جو دم تھا وہ مقابلِ یوم النشور تھا

دیوانگی تمہاری ہی الفت مین کچھ نہین — میری دماغ مین تو ازل سی فتور تھا

کیا دخل اسمین رشک کو موت آئی مر گیا | وہ کہتی ہین کہ غیر بھی کتنا غیور تھا
ٹانکی لگائی زخم مین گر چارہ گر تو کیا | دل کی نہ فکر کی کہ بہت چور چور تھا
روزِ ازل ہی کیون نہ قیامت ہوئی بپا | نالہ مرا تو جب سی ہم آہنگِ صور تھا

آیا نہ روزِ حشر کسیکی طلب سی بھی
نواب کو یہ عشق مین تیری غرور تھا

ردیف بای موحدہ

۲۸

جتنی معشوق ہین عشاق کی غمخوار ہین سب | اک فقط میری لیی بر سرِ آزار ہین سب
وعدی کرتی ہو ملاقات کی تم ہنس ہنس کر | کون جانی انہین اقرار یہ انکار ہین سب
تم نہین لیتی تو اغیار کی دل دو مجھکو | غمِ فرقت کی لیی یہ بھی درکار ہین سب

۱۴

ای اثر دیکھ ذرا خوب سنبہل کر آنا — کہ مری آہون سی دشمن مری بیدار ہین سب

یہ نجانو کہ مری دل کو نہ لیگا کوئی — دل ہی وہ چیز کہ اس شی کی خریدار ہین سب

جان دیتی ہین جو سو جان سی تجہپر ایجان — یا سمجہتی نہین یا جان سی بیزار ہین سب

لاگ جسکو نہو تو جور سی اوسکو کیا کام — میری دیکہ جفائین بہی تری پیار ہین سب

حال کیا ہوگا سحر تک کہ مری جہرے پر — آج کچہ شام ہی سی مرگ کی آثار ہین سب

کون سی کافر بد کیش کو دیکہا یارب — کہ مری تن کی رگین صورت زنار ہین سب

رشک کس کس سی کرون ہای کہ اس عالم مین — دل ہین جتنی وہ تری طالب دیدار ہین سب

عاشقونکو نہ ڈرا حشر سی تو ای واعظ — یہ تو اول ہی سے دلدادۂ رفتار ہین سب

حسرت مین جہرسی آنکھون سی ٹپکتا ہی

یہ تو نواب محبت ہی کی آثار ہین سب

۲۹

نہ لکھا مینی یا لکھا مطلب ۔ نامہ بر تجکو اس سی کیا مطلب

نام ہی اوسکا ساری خط مین لکھا ۔ نہوا نامہ کو ادا مطلب

خط لکھا روزِ حشر تک لیکن ۔ پھر بھی دل ہی مین رہگیا مطلب

تم عبث پوچھتی ہو اورون سے ۔ مجہ سی پوچھو جو ہے مرا مطلب

اوس پہ پیرونی ہنسکی ٹال دیا ۔ جب زبانی مری سُنا مطلب

مینی لکھا تھا خط صفائی کو ۔ تم مکدر ہوئے یہ تھا مطلب

مرتی ہین ہم کسی پہ ای ناصح ۔ تو بتا تجکو اس سی کیا مطلب

رشکِ اغیار پر وہ کہنے لگی ۔ اسمین ہوگا کچہ آپکا مطلب

نام ہی لکھدیا لفافی پر — خط مین جب کچھ نہ لکھ سکا مطلب

حالِ نواب دیکھکر چپ ہو
اب نہ کہنا کہ اوس سی کیا مطلب

نازل ہی آسمان سی مجھپر عبث عذاب — ۳۰ — کافی ہی میری قتل کو وہ چشمِ نیم خواب

یہ طول ہی کہ چاہیی پڑہنی کو ایک عمر — لکھین گی خاک وہ مری مکتوب کا جواب

ہو شرم تھوڑی دیر تو کچھ صبر بھی کرن — کیا بات ہی کہ تمکو ہی ہر بات مین حجاب

اپنا سا لیکی رہگئی منہ کچھ نہ بن پڑی — جب مینی بھی بگڑکی دیی دو کڑی جواب

غش ہو نہین اپنی شوقِ دلی پر کہ وصل مین — ہر اک ادا پر اوسکی تھی لاکھون ہی اضطراب

حیف اوسکی زلف سی یہ کوئی پوچھتا نہین — تو کس سی اولجھی ہی تجھی کیون ہے پیچ وتاب

کہولون زبان شکایت بہلا مین کیا		ایام عمر تھوڑی ہین شکوی ہین بیحساب

افسردگی پر اس دل نواب کی بجا
ہی یہ بھی عاشقون مین تری فرد انتخاب

ردیف بای فارسی

نواب ترک کیجیی اب آن بان آپ	٣١	عاشق ہوی تو چھوڑیی اپنی یہ شان آپ
تم بر مین ہو تو گھر مین پہٹکنی نہ دون کبھی		آفت تو کیا ہی آی اگر آسمان آپ
جبر الیا ہی دل کو اداؤن نی سوچ تو		دیتا ہی ایسی چیز کوئی میری جان آپ
مجکو مٹاییگا تو ناکامیونکی ہای		پھر کسکی دل مین دیکھینگی ایسی نشان آپ
سب حال دل کہون مین تو پھیر ہو کیا واہ		دو ہی شکایتون مین ہوی بدگمان آپ

نواب چاہ موی کمر کی تہی تو پہر
بیٹہی بٹہای ہوگئی کیون ناتوان آپ

یہ تو کبہی کیون نڈر ہین اسقدر محشر سی آپ ۲۲ کیا وہان بہی مجکو دیکہینگی اسی تیور سی آپ

ہی تڑپنی کا عبث الزام مجہپر وقتِ ذبح
کیجیی اس کی شکایت اپنی ہی خنجر سی آپ

وہ نظر آئی تماشا جو نہ دیکہا ہو کبہی
گر جلا دین آئنی کو میری خاکستر سی آپ

آپ کیا جانین کہ یہ آوارگی کیا چیز ہی
مثلِ دل دم بہر کو بہی نکلی نہین ہین گہر سی آپ

پہول جوڑی کی چُنی وصلت مین اخفا کی لیی
لختِ دل بہی تو مری چُنیی ذرا بستر سی آپ

خون نکلا فصد سی میری تو غش کہا کر گری
کہینچیی گا تیغ کیا گہبرا گئی نشتر سی آپ

کیا قیامت ہی کہ فرقت مین پیین ہم خونِ دل
اور وصلِ غیر مین بدمست ہون ساغر سی آپ

منعِ می کی توبہ جب ہو حضرتِ واعظ قبول	میکدی کو جائین جب سیدہی منبر سی آب

کان نالونکی رہی مشتاق ای اب نغ گل
پہنس گئی تھی رات کو شاید کسی دلبر سی آب

ردیف تای فوقانی

۳۳

ہو گئی محو وہ خود دیکھکی اپنی صورت	یہ ستانی کی نکالی ہی نرالی صورت
لیسی جو بن ہین مری روئی ہوئی آنکھون پر	کبہی دیکھو تو غمِ ہجر مین میری صورت
آج مجھسا جو نظر آتا ہی ناصح مجکو	ہای کیا دیکھلی اوسنی بھی تمہاری صورت
تجھسا مین شاد رہون مجھسا رہی تو غمگین	عشقبازی مین نکالون کوئی ایسی صورت
کون کہتا ہی کہ ہی حسن بتونکا جانبخش	مر گئی دیکھتی ہی ہمتو وہ اچھی صورت

صفتِ حور بہت کرتا ہی واعظ شاید
ابھی دیکھی نہین ہی اوسنی کسیکی صورت

تابشِ رخ ہوئی دونی جو خفا ہونی لگی
وہ بگاڑا کیی پھر بھی تو نہ بگڑی صورت

دل جلانی کی تو ای جان دکہاتین یہ شکلین
دل لگی کی بھی نظر آئیگی کوئی صورت

بر مین دشمن کی گن انکھیونسی مجھی تکتی ہین
میری تسکین کو کیا خوب نکلی صورت

ہم نہ کہتی تھی کہ ہی عشق کا انجام برا
دیکھو نواب وہی سامنی آئی صورت

۳۴

کہنی سی عدو کی وہ جمائی تھی ٹہری رات
سچ پوچھو تو اس سی بہی تھی کوئی کڑی رات

آفاق مین پہولا نہ سماؤنگا مین ہرگز
بہیجی ہی مجھی یار نی پہولونکی چھڑی رات

پیدا ہوا غماز نیا صبح شبِ وصل
کیون بہول گیا ہای وہ موتی کی لڑی رات

ہر روز رہی حشر تو اسکا نہین شکوہ
یارب نہ بنی پر کبھی فرقت کی بڑی رات

غیرون سی تھی تم جو ہم آغوش تو پھر کیون
دلکو مری آرام نتھا ایک گھڑی رات

پھول آئین گی جوڑی مین لگانی کو کہانسے
ای گرمی رخ اوس چمن پر جو پڑی رات

غیرون سی جو وعدی ہوی جھوبونکی دمِ صبح
اشکون سی مری لگ گئی ساون کی جھڑی رات

تھا عہد سرِ شام سی آنیکا مگروہ
جب آی کہ باقی رہی دو چار گھڑی رات

مرنی کو تو اک آن بھی کافی تھی فلک پر
کیون تو نی بنائی ہی جدائی کی بڑی رات

بیچین ہو کچھ صبح سی آج ایسی جو نواب
شاید کسی کافر سی کہین آنکھ لڑی رات

ردیف تای ثقیلہ

۳۵

تیغِ نگہ یار کی کھاتی ہین سبھی چوٹ
کیا ظلم کیا ہمنی جو کھا بیٹھی بندہی چوٹ

کس قہر کی چتبون ہی کہ دل ہوتی ہین ٹکڑی
ایسی تو نہوگی کہین عالم مین کڑی چوٹ

ہم اور عدو دونونکو اوس ترک نی مارا
دامن مین چھپی غیر کی تو بہی نزر کی چوٹ

ناصح تری باتون سی پڑی دل مین پھپہولی
لگ جای الہی ترے دل پر بہی کبھی چوٹ

ای غمزۂ سفاک ٹھہر رحم کی جا ہے
مینی نگہِ ناز کی کھائی ہی ابھی چوٹ

دل لیکی مکرنا نہین کچھ آج ہی بات
ہی یہ تو قدیم اوسکی اِک ادنی سی بندہی چوٹ

تلوار پڑی یار کی سر پر مری نواب
قابل تھا جگر اسکی وہان کیون نہ لگی چوٹ

ردیف ثای مثلثہ

۳۶

بھلا برا نہین کچھ بھی جواب کیا باعث
نہ وہ کرم ہی نہ وہ ہی عتاب کیا باعث

شبِ فراق سی کوئی کہی کہ ای ظالم
ہماری جان پر آتنا عذاب کیا باعث

دیی جو بوسی تو پھر وصل سی ہی کیون انکار
ہجومِ شوق مین ہی اجتناب کیا باعث

بہار آتی ہی جب سوچتا ہون پیری مین
پلٹ کی پھر نہین آتا شباب کیا باعث

رقیب تک مری ساقی گری سی راضی ہین
فقط وہی نہین پیتا شراب کیا باعث

تمہاری ہجر کی راتین تو بیحساب آئین
نہ آئی ہول کی روز حساب کیا باعث

ہزارون عارض جانان کو روز دیکھتی ہین
مجھی کو اک نہین آتی ہی تاب کیا باعث

ہوا مین چپ تو وہ جھنجلا کی بول اٹھی مجھسی
تری سکوت کا خانہ خراب کیا باعث

جہان مین بہت ایسی ہین خوبرو نواب

۵۰

اوسیکو تونی کیا انتخاب کیا باعث

ردیف جیم تازی

۳۷

جیسی ہین نالۂ عشاق اثر کی محتاج — ایسی ہی ہم ہین تری ایک نظر کی محتاج

بی نیازی ہمین زیبا نہ تمہین استغنا — ہم اگر دل کی ہین تو تم ہو کمر کی محتاج

ہوئی سب باتو نسی جب باین تو بہیجا قاصد — پہلی ہم وصل کی تہی اب ہین خبر کی محتاج

ہونگی وہ بہی کہ جنہین ہوگی شب و روز خوشی — ہمتو ہین غم مین تری شام و سحر کی محتاج

گنجِ قارون کی بہی ہرگز نہین حاجت انکو — میری دامن ہین فقط لختِ جگر کی محتاج

نہ میسر ہو اگر دولتِ دیدار تو پہر — کیا کرین ہای تری راہگذر کی محتاج

ہین پری اسلیی کچہ میری نہین ہی پروا — گر بشر ہوتی تو ہوتی وہ بشر کی محتاج

پیاری پیاری تیری باتون کی فقط طالب ہین
ہمتو دولت کی نہ خواہان ہین نہ زر کی محتاج

نامہ لکھا ہی جو اوس شوخ کو تو ای نواب
عمر بھر بیٹھی رہو یون ہی خبر کی محتاج

ردیف جیم فارسی

۳۸

آہ اوسکی محفل عشرت مین تا امکان نہ کھینچ
کھینچ بھی تو اس تڑپ سی ای دل سوزان نہ کھینچ

شوق تو یہ چاہتا ہی ایک دم کو بھی نہ چھوڑ
بی نیازی کہتی ہی اوس شوخ کا دامان نہ کھینچ

بعد مدت کی ملا ہی سو دعائین مانگ کر
چارہ گر سینی سی میری یار کا پیکان نہ کھینچ

حیف اوسکی درد سی واقف ہو کوئی دوسرا
آہ تک بھی رنج فرقت مین دل نادان نہ کھینچ

مر چکی ای وحشت دل اب خدا کی واسطی
خاک ہو جانی دی ہمکو جانب زندان نہ کھینچ

زلزلہ آئیگا میری قبر مین فریادسی — ایسی دردانگیز نالی بلبلِ نالان نہ کھینچ

حشر مین حسرت نہو نواب دامنگیرِ حال

چاک کر پیراہن اپنا یار کا داماں نہ کھینچ

ردیف حای حطی

٣٩

اوسکی محفل مین نہ بیٹھی ایکدم اچھی طرح — دیکھتی کیونکر جمالِ یار ہم اچھی طرح

ہاتہ مین ہو جام ساقی سامنی پہلو مین یار — جب مین دیکھون سیرِ گلزارِ ارم اچھی طرح

طی کریگا کسطرح راہِ عدم وہ ناتوان — ضعف سے اوٹھتا نہو جسکا قدم اچھی طرح

چند بوسی اسکی کھاری ہین دیدینا مجھے — غیر سی تم وصل کی کھالو قسم اچھی طرح

کوئی حسرت رہ نجائی دلمین کہنی کی یہی — زندگی بھر کیجیی مجھپر ستم اچھی طرح

دل ہی مین ڈھونڈہینگی اوس بت کو کہ ہم اک عمر تک
کرچکی نظّارۂ دیر و حرم اچھی طرح

ای اجل اتنا توقف کرکہ وقتِ واپسین
دیکہ لون جی بھر کی مین وہ صنم اچھی طرح

اپنی مرنیکا نہین غم پر یہی افسوس ہے
کون اوٹھائیگا ترا بارِ الم اچھی طرح

گریۂ شادی نی وصلتمین دکہائین آفتین
دیکہنی بھی تو نپائی اونکو ہم اچھی طرح

واہ ری شوقِ شہادت ہم تڑپ کر مر گئی
تیغ بہی ہونی نپائی تھی علم اچھی طرح

آبِ حیوان پر بگاڑا خضر کی کہنی سی منہ
پی گیا کہنی سی تیری جامِ سم اچھی طرح

شوقِ دل کہتا ہی لکہہ دفتر کی دفتر پرپہان
اوٹہ نہین سکتا نقاہت سے قلم اچھی طرح

وہ کہائین پہر قسم نواب وصلِ غیر پر
لیلو تم اس بات کی اونسی قسم اچھی طرح

ردیف خای معجمہ

بیوجہ کچہ نہین ہی یہ رنگ بہار شوخ
بیشک چمن مین آئیگا کوئی نگار شوخ

کیونکر نہ جوش کہائی ہم اخون ہر گہڑی
رنگت تری دولائی کی ہی کیا ہی یار شوخ

بلبل نہ چہچہائی کبہی گل کو دیکہکر
چہکی مری بغل مین جو مثل ہزار شوخ

ہرگز نہ ہاتہ اوٹہاونگا اوس بت سی واعظو
لاوگی تم جہان سی اگر سو ہزار شوخ

جانا سمجہکی شیخ وہان گو نہین ہون مین
ہین اب بہی میکدی مین بہت بادہ خوار شوخ

ہم اسلیی تڑپتی ہین خالق کی روبرو
تا خلد مین بہی کوئی ملی گلعذار شوخ

نواب اپنی دل کو بچاؤن مین کس طرح
غمزہ غضب ہی ناز قیامت ہی یار شوخ

ردیفِ دال مہملہ

نکل گئی مری مُنہ سی جو ناگہان فریاد	۱۴۱	تو وہ بھی چونک اُوٹھی کہکی الامان فریاد
بہانہ قتل کا وہ ڈہونڈہتی ہین آج ہی دل		یہی تو وقت ہی کر شوق سی بیان فریاد
یہ کسکا غم ہی الٰہی کہ بعد مرگ کی بھی		لحد مین کرتی ہین سب میری استخوان فریاد
خدا کی سامنی وہ بی زبان کہیگا کیا		نہ کی ہو جسنی کسی سی بھی میری جان فریاد
وہین پلٹ گئی دل کیطرف یہ شک تو دیکہو		کبھی جو آگئی فرقتمین تا زبان فریاد
نہ شہرہ سنگدلی کا تمہاری سنتی ہم		نکرتی شام و سحر بہرِ امتحان فریاد
ہم آپ رولین کہ ہم بیکسون کی ماتم مین		نکر سکیگا کبھی ایسی نوحہ خوان فریاد
مزہ ستم کا چکھاتا اوسی مگر افسوس		نہ پہنچی ہای کبھی تا بہ آسمان فریاد

یہ کون باغ مین رویا کہ جسکی رونیسی
ہزار روتی ہی کرتا ہی باغبان فریاد

شبِ وصالِ عدو اس لیی ہی نالہ و آہ
کہ تا نہ سوی مری سن کی پاسبان فریاد

لحاظِ عشقِ نہانی تھا بزم مین ورنہ
نکل ہی جاتی مری منہ سی ناگہان فریاد

چلی تو ہو سوِ بزمِ صنم مگر نواب
غضب ہی ہوگا جو کر بیٹھی تم وہان فریاد

رہی گی دل مین مری حشر تک نہان فریاد
٤٢ کہان رقیبِ سیہ رو کا منہ کہان فریاد

نہ تو ہی بس مین نہ تقدیر ہی نہ اپنا دل
بتا تو کیون نکرین تیری نیمجان فریاد

عدو کی نالی ہزارون سنا کیی لیکن
بگڑ گئی وہ ذرا مینی کی جہان فریاد

نہ منع کر مجھی رونیسی گھڑی ناصح
کہ دل بہلنی کو ہی خوب داستان فریاد

نہ پہنچی گی مری میراثِ اشک دشمن کو	کہ ہوگی مجھسی بہت پہلی بی نشانِ فریاد
سناہی عرش لرزتا تھا کل کی روئی پر	کرونگا آج مین پھر بھرِ امتحانِ فریاد
حضورِ داورِ محشر تو چپ نہو ای دل	کہان کریگا نہ کی تو نی گر یہان فریاد
تمام عمر مین رویا کرون مثالِ سحاب	جو ایک لمحہ بھی سن لی وہ بدگمانِ فریاد
خدا کی سامنی روزِ جزا مین جب جا نون	کہ یو ہین بگڑو اگر مین کرون وہان فریاد
خبر زمین کی کیا لی نکل کی سینی سی	کہ ناز کرتی چلی سوی آسمان فریاد

مآل اسکا بہت ہی برا ہی ای نواب
نہین ہی عشق مین اچھی یہ ہر زمان فریاد

کوئی نہوگی اورا وسی آرزو پسند	۴۳	ای خواہشِ وصال جسی ہوگی تو پسند

لیتی تھی سبکی سب دمِ تلقین ترا ہی نام
تھی قبر مین بھی مجکو یہی گفتگو پسند

حورونسی بھی لڑا ہی کیی جنتون مین ہم
دنیا مین تھا جو ایک بتِ جنگجو پسند

رکھونگا دل مین شک کو مین جانِ کسطرح
اسواسطی کہ تجکو ہی عشقِ عدو پسند

لاکھون گلی ہین کٹنی کو لیکن خوش نصیب
وہ تیغِ ناز کرتی ہی میرا گلو پسند

واعظ فقط دکھانی کو ہی یہ صلوٰۃ و صوم
جی سی تو ہونگی تجکو بھی جام و سبو پسند

میری طرح جو خاک اڑاتی ہی کو بکو
شاید صبا کو بھی ہی تری جستجو پسند

سونگھی وہ کیا فراق مین پھولونکی بدیان
جسکو شبِ وصال ہو چوٹی کی بو پسند

ان اچھی صورتون سی وہ صدمی اوٹھائی ہین
آتی نہین ہین خلد مین بھی خوبرو پسند

ذکرِ فراقِ یار سی بد کوئی شی نہین
ناصح کو کسطرح ہوئی یہ گفتگو پسند

لڑتی رہینگی دل ہی سی اپنی ہم ایک عمر
کرتا ہی گر لڑائی کو وہ جنگجو پسند

دامن کی اپنی جسنی اوڑائی ہون دہجیان
کسطرح اوسکو جیب مین ہوگا رفو پسند

افسوس کیون نہ آئی قیامت اوسی گھڑی
جسوقت ہوگیا تہا مری دل کو تو پسند

نواب اب تو زہدِ ریائی سی باز آ
کبتک رہیگا درسِ صلوٰۃ و وضو پسند

ردیف دال ہندی

کیونکر ہماری زخمِ کہن پر بندہا کہرنڈ
ناسور پر تو بندہتی سنا ہی تہا کہرنڈ ۴۴

توڑینگی ناخنون کو تری عہد کی طرح
زخمون پر ابکی بار اگر آگیا کہرنڈ

کیون مجہسی چہینتی ہو نمکدان کو دوستو
ہوگا کبہی تو داغِ جگر سی جدا کہرنڈ

غیر و نسی ہاتھا پائی ہوئی ہی ضرور آج — چھری پر آشکار جو ہین جابجا کھنڈ

نواب دین فلک نی مجھی سو جتن
اوترا جو ایک دم کو کبھی خرسم کا کھنڈ

ردیفِ ذالِ معجمہ

۲۵

سوزِ دل سی جو لکھوں جانبِ دلبر کاغذ — کیا عجب جلنی لگی صورتِ اخگر کاغذ
کسی کافر کی نہ لکھنی کا یہ فریادی ہے — خاک اوڑاتا ہوا پھرتا ہی جو گھر گھر کاغذ
وصف اوس شوخ کی بالونکا جو تحریر کرون — صفتِ زلفِ معنبر ہو معطر کاغذ
جب مرا قصۂ جانسوز قلم نی لکھا — ہوگیا داغ مری طرح سراسر کاغذ
لکھدیا بالِ کبوتر ہی پر احوال اپنا — نہوا جب مجھی غربت مین میسّر کاغذ

لی اوڑاہی تری کوچی کی ہواکا جھونکا | یوہین اوڑتا رہیگا تا دمِ محشر کاغذ

بت پرستی کی بہت دلمین بھری ہین مضمون | میری خط کی لیی لازم ہی مُصوّر کاغذ

جب سنا اسمین لکھاہی دلِ پُرسوز کا حال | اوسنی بھی پھینک دیا ہاتہ سی ڈر کر کاغذ

جا نکر ایک کو خط غیر کا پڑھ لی شاید | رکھ دیی سینی لفافی مین مکرّر کاغذ

میری خامی کو الہی وہ عطا ہو تاثیر | کہ رہِ شوق مین بنجای کبوتر کاغذ

نہ سمائی کبھی مضمونِ فراق ای نواب
ہو جو دامانِ قیامت سی بھی بڑھ کر کاغذ

ردیف رای مہملہ

آپ سی باہر نہونا اوسکی محفل دیکھکر | ۲۶ | اپنا بیگانہ ذرا ای حسرتِ دل دیکھکر

ہونہ تکلیف اوسکی دستِ نازنین کو ایسی — مرگئی پہلی ہی ہمتو روی قاتل دیکھکر

اوسکو دعوی ہوگیا لیلی سی بڑھکر حسن کا — جوشِ وحشت مین مجھی مجنون بنی کامل دیکھکر

ہاتہ ہوتی دلکی تو دل بھی وہین لپٹ جاتا — میری یا نہین تیری گردنمین حمائل دیکھکر

انتظارِ نامہ برمین ایک مدت ہوگئی — روز پھر آتا ہون مین دو چار منزل دیکھکر

منفعل ہون مین ہی ذکرِ وصلِ دشمن پر کہ تم — خوش بہت ہوتی ہو دلسی مجکو قائل دیکھکر

حسرتون سی اپنا مرنا پھر مجھی یاد آگیا — غیر کی بزمِ عزا مین تجکو شامل دیکھکر

نعش پر تکبیر کی جا مرحبا کہنی لگی — ایسی بیخود ہوگئی سب رقصِ بسمل دیکھکر

ایک بوسی مین نہ ہوگا کوئی بھی نقصانِ حسن — مُنہ چھپاتی ہو عبث تم روی سائل دیکھکر

بیخود یکا ہو برا محروم رکھا وصل سی

پھر گئی وہ مجکو ای نواب غافل دیکھکر

بیٹھی ہین عدو آج مقرر تری در پر ،، جو لا کہون بلاؤ نکا ہی مجمع گہی پر

ہوتی نہین مقبول جبلی دل کی دعا بھی
نازل ہوی ہی کوئی مصیبت تو اثر پر

تو وصل مین بگڑیگا تو کیا ہوگا یہ مینی
فریاد تو رکھی ہی تری عزم سحر پر

قاصد جو نہ آیا تو کرین کیا وہ الہی
جو زندہ ہین اتبک فقط امید خبر پر

گہر جانی پر آمادہ تو خود جی ہی ہمارا
الزام عبث رکھتی ہو تم مرغ سحر پر

جب حال شب ہجر سنایا تو وہ بولی
مرتی ہین غرض آپ بھی اک شکر قمر پر

کیون ترچھی نظر کرتی ہو اتنا تو سمجھ لو
کٹتی ہین گلی سیکڑون اک سیدھی نظر پر

کس طرح اوٹھین اوس سی غم ہجر کی صدمی
آجای پسینا جسی پیغام سفر پر

بگڑی ہو عبث نام سے تم بوسۂ رخ کی
الزام نزاکت کا اگر ہی تو کمر پر

کیا ہو گا الٰہی جو یہی شامِ جدائی
آئی گی کبھی اور کسی فردِ بشر پر

تابان ہی خطِ لوحِ جبین مانگ مین تیری
پھبتی نئی سوجھی ہی مجھی سلکِ گہر پر

رو رو کی مری آنکھ تو ناسور ہو صد حیف
دامن بھی نہ رکھی کبھی تو دیدۂ تر پر

کیونکر دمِ نظارہ مین سر پیٹون کہ نواب
صدمی سی مری ہاتھ تو دونون ہین جگر پر

۴۸ پہلی جو ہنستی تھی مجھکو غم مین اشکِ تر دیکھکر
روتی ہین اب وہ بھی میری دیدۂ تر دیکھکر

تیری جلوی نی ازل مین ہای بیخود کر دیا
ورنہ مین لیتا وہان اپنا مقدر دیکھکر

جسنی ساری عمر مانگی میری مرنیکی دعا
رو چکا وہ میری لاشی کو مکرر دیکھکر

بلبلین آئین چمن سی چہچہانی کی لیی
مرقدِ عشاق پر پہولون کی چادر دیکہکر

اچہی صورت دیکہتی ہین دیکہکر سب ماہِ نو
تمکو دیکہینگی ہم ابکی اپنی اختر دیکہکر

کیا ضرورت کج ادائی کی ہی اوسکی واسطی
جو سمجہ جاتا ہو سب کچہ تیری تیور دیکہکر

جور پر اپنی بہت تہی ناز اوسکو بہی مگر
ہوگیا مضطر تجہی چرخِ ستمگر دیکہکر

گر یہی ہین چتونین تیری تو صورت آفرین
کیا کہیگا تجکو ظالم روزِ محشر دیکہکر

تاہون وہ بدگمان اسواسطی اغیار سے
پوچہتی ہین روز مجکو اپنی در پر دیکہکر

داورِ محشر کو بہی حیرت ہوئی روزِ جزا
تیری شکوونکا مری ہاتہون مین دفتر دیکہکر

یہ جو خوش خوش پہرتی ہین یہ تو وہی نواب ہین
جنکو آئی تہی ابہی ہم زیرِ خنجر دیکہکر

۴۹

لی ران مین چٹکی تو بھری سسکی اچھل کر
جب ہنس پڑی ہم رہگئی وہ تیوری بدل کر

نواب فسونگر ہین یہ مل انسی سنبھل کر
آنکھونسی بگڑ جای تو کاکل سی نہ بل کر

سینی سی وہ لپٹا جو شبِ وصل تو یارب
جائینگی کہان دل سی سب ارمان نکل کر

وہ چیز نہین دل کہ مین دو بار تمہین دیدون
مانگو تو ذرا ناز سی پہلو مین مچل کر

آگاہ نہین عشق سی پر جانتی ہین یہ
پہلو سی لیی جاتا ہی دل کوئی مسل کر

غیرونکی سبب سی نہ ہمین آپ اوٹھائین
ہم آپ چلی جائینگی اس بزم سی ٹل کر

وہ سمجھی کہ اوٹھتا نہین ہی بارِ محبت
دوہری ہوئی گردن جو مری نزع مین ڈھل کر

نازک ہی بہت سینی مین میری دلِ غمگین
گر ناز بھی کرنا تو مری جان سنبھل کر

اتنا بھی بہت ہی کہ عیادت کو ہماری
دو چار قدم راہ مین وہ رہگئی چل کر

وصلت مین بنائینگی وہ چال اپنا کہ تم آپ
گہر جانیکا پھر نام بھی لوگی نہ بہل کر

اوس فتنۂ عالم کی ذرا چھیڑ تو دیکھو
پوشاک مین بھی فتنی کا عطر آیا ہی مل کر

گر شمع کو پروانی کی جلنی کا نہین غم
کیون موم ہوئی جاتی ہی وقت پگھل کر

نقشہ ہی یہی گر مری رونیکا تو اِکدن
سب خون نکلجای گا آنکھونسی اوبل کر

کہاتی ہی قسم غصی مین ہاتو نکی تو ہم بھی
چھیڑین اوسی اس ڈھب سے کہ بول اوٹھی وہ جل کر

دل روز نیا مانگو نہین کچھ یہ بڑی بات
دونگا مین اسی دلکو تمہین پھیر بدل کر

ساقی ترا احسان مین جب مانون کہ وہ شوخ
بیہوش مری گود مین گر جای پہسل کر

موتی تری بندونکی نہین زلفونمین تابان
لہراتی ہین دو کالی یہ من اپنی اوگل کر

دشنام نہ دینگی کبھی وہ شرم سی ہرگز

نواب ذرا بزم مین کل تو ہی پہل کر

۵۰
بیٹھو سرِ مزار جو تم سبکو چھوڑ کر — تو جان ہم نثار کرین سر کو پھوڑ کر
کم ہو گئی جو اُسکی کھٹک زخم کی تو ہم — نشتر کی نوک رکھینگی سینی مین توڑ کر
خون اپنا ہی جو غیر کی سر پر تو دلِ دل — یہ بھی تم اوس سی چہین لو گردن مروڑ کر
دل مین جو حسرتین ہین وہ انکو نکال لین — خوش کر رہی لینگی آپ کو پھر ہاتھ جوڑ کر
دیتا ہی جُل رقیب تجھی روز لاکہ بار — تو بھی تو کوئی اوس سی کبھی جوڑ توڑ کر
کتنا ہی تم بناؤ نہ بگڑونگا مین کبھی — محفل مین ہنس رہی ہو عبث منہ کو موڑ کر
کد اسقدر ہی اسمین جو ای محتسب تجھی — کیا خلد تو بنای گا شیشون کو توڑ کر

نوحون سی باز آ نه رو لا صبر کر کہ ہم

نواب ابہی تو آی ہین دامن نچوڑ کر

لیا ہی چشمِ تر نی خونِ عالم اپنی گردن پر — اه — ذرا تم بھی تو رُو دُو حسرتونسی میرے شیون پر

چمک یہ موتیونکی دیکھی اوس گوری کلائی مین — کہ پروین کا ہوا دہوکا مجھی اوس سیم تن پر

تمنا ہی مگر تمکو تماشای قیامت کی — کہ آئی نازسی ٹہوکر لگانی میرے مدفن پر

قیامت مین بہلا وہ خاک مانگی خونبہا تجھسی — دمِ بسمل پڑا ہو خون جسکا تیری دامن پر

نہین جاتا ہی بزمِ عیش مین بھی اسطرح کوئی — کہ جیسی بھرِ ماتم آئی ہو تم میری مدفن پر

گواہی کون دیتا حشر مین میری شہادت کی — نہ رہتا کوئی قطرہ خون کا گر تیری دامن پر

نہ رشک اتنا کرو نواب تم میرا کہا مانو
کہین ناز اوس صنم کو ہو نہ جای عشقِ دشمن پر

۵۲

غیر کو وصل کی باتونسی ستائین کیونکر
وہ تو کہنی مین نہین بات بنائین کیونکر

تم ذرا پہلی بلائین تو مجھی لینی دو
پھر مین کہدونگا کہ آتی ہین بلائین کیونکر

بیخودی مین نہ ہلا شانہ نکر فکر طبیب
وہ تو آئی نہین ہم آپ مین آئین کیونکر

تیرا ثانی تو نہین جو تجھی دیتا تعلیم
اگئین تجکو پھر اسدرجہ ادائین کیونکر

ہی ادہر وصل مین حیرت تو ادہر ہی تمکین
حالِ دل اپنا اوسی ہای سنائین کیونکر

کچہ بھی امید جو ہوتی تو نہوتے پروا
یاس مین موت سی ہم جان لڑائین کیونکر

واعظ آنا تو بتا دی کہ بہلا حورون کو
یاد کیونکر کرین اور اوسکو بہلائین کیونکر

دیکہ کو کیا ہوا جاتا ہی ابھی دم بھر مین
تم ذرا پوچھو تو کرتی ہین وفائین کیونکر

ضعف سے اپنی ہی اب تک نہین آتی آہین
جائینگی کان تک اوسکی یہ صدائین کیونکر

نہ برہمن ہین نہ رہبانِ کلیسا ہم ہین ہر گہڑی سینی سی اوس بت کو لگائین کیونکر

اپنا تو کام ہوا وہ یہی کہتی ہین ابھی کہ سہا کرتی ہین عشاق جفائین کیونکر

کچہ ملک تو نہین ناصح بھی بشر ہی تو آب
پھر بھلا نام صنم اوسکو بتائین کیونکر

ردیفِ رای ثقیلہ

٥٣ جان کر بہرِ خدا بسملِ جانان کو نچھیڑ زخم کو چھیڑ مگر یار کی پیکان کو نچھیڑ

اوسکی نالون سی نہ آجای قیامت صیاد موسمِ گل مین کبھی بلبلِ بستان کو نچھیڑ

وہ تو عاشق نہین پھر چھیڑنی سی حاصل کیا سبکو تو چھیڑ مگر اپنی نگہبان کو نچھیڑ

چھیڑا اوس شوخ کو ناصح تو در لطف بہی ہو مفت مین اس دلِ ناکردہ پشیمان کو نچھیڑ

اور جو چاہی وہ کہ کچہ نہین مطلب ہمکو / پر برا کہلکی کسی گبر و مسلمان کو نچھیڑ

روزِ فرقت ہی ستانی کو مری کافی ہی / ای شبِ ہجر تو اس کشتۂ ہجران کو نچھیڑ

یاد ہی وصل مین نواب وہ اوسکا کہنا
چل ہٹی دور مری کاکلِ پیچان کو نچھیڑ

ردیفِ زای معجمہ

٥٤

روزِ اول ہی نہین وصل کا اقرار ہنوز / وہی حیلی ہین وہی اوسکو ہی انکار ہنوز

الامان ظلمتِ مرقد سی کہ یارب مینی / ہجر کی بھی نہین دیکھی ہی شبِ تار ہنوز

تنِ بی سر ہین یہان لا کہون در قاتل پر / نہین آیا وہ کبھی تا سرِ دیوار ہنوز

ایسی عبرت ہوئی قاتل کو مری قتل کی بعد / کہ ندامت سی نہین باندہی ہی تلوار ہنوز

آئی وہ مجلسِ ماتم مین خوشی کی جا ہی
پیٹتی روتی ہین کیون سب مری غمخوار ہنوز

فصلِ گل آئی کھلی پھول مگر دل کو مری
چین لینی نہین دیتی خلشِ خار ہنوز

غیر سی ملنی کی اوس شوخ نی کھائی تو قسم
غم کی ظاھر ہین مگر چہرہ سی آثار ہنوز

حسن کی دیکھنی سی لاکھون بلائین دیکھین
دل کو اسپر بھی تو ہی حسرتِ دیدار ہنوز

حشر مین سیکڑون الجھی ہوی جھگڑی سلجھے
دل مرا ہی تری زلفون مین گرفتار ہنوز

صبر و طاقت تو گئی دل سی یہ باعث کیا ہی
نہین جاتا ہی تری عشق کا آزار ہنوز

نہ کہین سبزی کی آثار نہ بوسون کی نشان
صاف ہین نامِ خدا چاند سی رخسار ہنوز

شکوہ ہجر کا کیا ذکر لبون تک میری
وصل کی شب کی بھی آئی نہین اسرار ہنوز

مٹ گئی شرم ملی بوسی اوٹھی منہ سی نقاب
صرف اک وصل کی آمین ہی تکرار ہنوز

داغِ الفت کی عوض روضۂ رضوان پایا
اشک افشان ہین مگر دیدۂ خونبار ہنوز

مرگِ عالم کا بہلا ہوا اوسی صدمہ کیونکر
جسنی مرتی نہین دیکھا کبہی بیمار ہنوز

کر چکی تیغِ ادا قتل دو عالم کو مگر
ہای ری وہم کہ کرتی ہین وہ اصرار ہنوز

حشر بھی ہو تو نہ آئیگا وہ باہر نواب
تو عبث راہ مین بیٹھا ہی مری یار ہنوز

٥٥

دیکھ لیتا ہون تری زلف چلیپا ہر روز
رہتی ہی میری نظر مین شبِ یلدا ہر روز

نام بھی اب نہین آتا کبھی اونکی لب تک
پہلی منہ دیکھتی تھی صبح کو میرا ہر روز

دل نی پایا ہی دعا مانگ کر اوس سی پیکان
چارہ گر تجکو ہی کیون فکرِ مداوا ہر روز

تو تو مدت سی مری جان کا خود ہی دشمن
تجکو بھڑکاتی ہین ناحق مری اعدا ہر روز

سخت جافی ہی سنی نہ ہون مین اپنی ورنہ	قتل کو ہوتا ہی اونکا تو اشارا ہر روز
تیری بیمار کو جب بھی نہ شفا ہو ہرگز	دیکھین سو بار اگر حضرتِ عیسیٰ ہر روز
کوثر و خلد سی واعظ نہیں کچھ بحث اوسکو	جسکی ہاتھون مین رہین ساغر و مینا ہر روز
طور پر موسیِ عمران نی جو کچھ دیکھا تھا	دیکھتا ہون تری رخ مین وہی جلوا ہر روز

تیری چاہت کو مین کسطرح چھپاؤن نواب
ساری دنیا مین اب اسکا تو ہی چرچا ہر روز

ردیفِ سین مہملہ

آئینگی جیتی جی نہ کبھی تیری در کی پاس	۵۶	ہم کیا ہماری روح نہ پہنچیگی کمر کی پاس
ہیکل لٹک کی آئی ہی اوسکی کمر کی پاس		یا خطِ کہکشان ہی شعاعِ قمر کی پاس

تسکین ہوگی روح کو آوازہی سی کچہ
مرقد مرا بنے تو درِ نوحہ گر کی پاس

پایا یہ لطف دردِ جگر مین کہ ہی دعا
آجای دل بھی کہنچ کی آہی جگر کی پاس

سب کچہ تو ہی وہان مگر اس عشق کی دوا
ناصح نہوگی کوئی قضا و قدر کی پاس

سو بار عذر کرنیکو جاتی ہو غیر سی
اکبار آنکلتی ہو گر میری گہر کی پاس

نازل ہوا ہی جیسی یہان آج بدھڑک
جانا نہ واعظ اور کسی بیخبر کی پاس

دو اِک قدم بھی چل نسکیگا وہ حشر تک
مکتوبِ شوق گر ہی بھی نامہ بر کی پاس

تیری ستم کا کوئی مداوا کری دریغ
ہرگز نہ جاونگا مین کبھی چارہ گر کی پاس

وصلِ صنم کا غیر سی وعدہ ہوا ہی آج
بیٹہونگا جاکی شام سی مرغِ سحر کی پاس

رہ آکی میری آہون مین تیری قدر ہو
لیجای کوئی کاش یہ پیغام اثر کی پاس

اللہ ری سوزِ دل کہ وہین موم ہوگیا　　جب لیگیا مین ہاتہ ذرا نیشتر کی پاس

پہلی تو تہا نظارۂ جانان ہی رات دن　　جز اشک اب تو کچہ بہی نہین چشمِ تر کی پاس

نواب سی تو ہم نہین آگاہ ہین مگر
کوئی تڑپ رہا ہی تری رہگذر کی پاس

ردیف شین معجمہ

٥٧

کوئی عالم مین نہوگا کہین ہمسا بیہوش　　گہ گئی حشر مین سب ہم رہی تنہا بیہوش

خط کی جلوی سی عجب رنگ کا ہی حسنِ ملیح　　کہ اگر دیکہین تو ہون خضر و مسیحا بیہوش

نشی مین دیکہکی مجکو وہ بگڑ کر بولی　　ہٹ خبردار مری پاس نہ آنا بیہوش

بدگمانی اسی کہتی ہین کہ گل محفل مین　　غش بہی آیا مجہی پر اوسنی نجانا بیہوش

سحر آئی وہ گئی مجکو خبر کچہ نہوئی
لذتِ عیش سی تہا وصل میں ایسا بیہوش

حالِ عاشق سی تو واقف نہیں پر دیکہا ہی
تیری کوچی میں ابہی کوئی پڑا تہا بیہوش

ایسی ہشیار کو می دینی سی حاصل ساقی
وہ کبہی لاکہ برس تک بہی نہوگا بیہوش

بدگمانی نی مری مجکو ستایا ہی بہت
ہوش اوڑی میری کہیں جب اوسی دیکہا بیہوش

بیحجابی میں یہاں عیب نہیں کوئی مگر
بزمِ اغیار میں اس طرح نہونا بیہوش

شاید آجای اوسی رحم سنگہائی زلفین
خود ہی نواب تو اوس بزم میں ہوجا بیہوش

ردیف صاد مہملہ

ایسی بگڑی کہ نہیں یاد ہمارا اخلاص ۵۸
آن کی آن میں جاتا رہا سارا اخلاص

غیر کو چاہو تو دشمن ہو مری شوق سی تم
ہی یہ منظور نہین پر وہ گوارا اخلاص

یاد آتا ہی تو خاموش پڑا رہتا ہون
چھیڑنا باتون مین اپنا وہ تمہارا اخلاص

ہای وہ وصل مین اوس شوخ کی پیاری باتین
کبھی در پردہ ادائین کبھی پیارا اخلاص

کل قسم کہائی تھی اور آج ہی غیرون سی ملی
پھر نکرنا کبھی تم مجھسے دوبارا اخلاص

چاہ اغیار کی اب جیسی پسند آئی ہی
اس سی بڑہکر کبھی پیارا تھا ہمارا اخلاص

وصل مین مینی جو چھیڑا تو وہ بولی نواب
رکھیی تہ کرکی بس اپنا یہ خدارا اخلاص

ردیف ضادِ معجمہ

لطف سی کام نہ بی لطفیِ دربانسی غرض ٥٩ جان ہی جای تو پھر کیا درِ جانانسی غرض

بیخودی لیگئی ہی کہنیچ کی اوس عالم مین | کہ نہ کچہ دردسی ہی بحث نہ درمان سی غرض
خواہشین میری نپوچہو کہ تمہین جب مجہسی | کوئی مطلب نہین تو کیا مری ارمانسی غرض
ضعف سی ہاتہ نہ ہلتی جو کبہی وحشت مین | تو نہوتی مجہی کچہ اپنی گریبان سی غرض
پوچہ دلسی کہ وہ کیون زلف مین جاکر الجہا | کوئی تو ہوگی اوسی کاکلِ پیچان سی غرض
بی نیازی تری صدقی کہ غمِ فرقت مین | نرہی کوئی مجہی حسرتِ جانانسی غرض
لذتِ زخم کہان جب نہوی زخمون مین کہٹک | دل کو واسطی ہی ناوکِ مژگان سی غرض
جنکو بت کہتی ہین وہ ہوتی ہین اِن دونون مین | ہو نہ کسطرح مجہی گبر و مسلمان سی غرض
کافر اسو قمتین سب کہتی ہین مجکو کہ تمہین | کہ تو دو بہرِ خدا اپنی ہی ایمان سی غرض
زخم پر شتۂ گیسو کی چہرکنا تم مشک | کہ نہین اوسکو دمِ نزع نمکدان سی غرض

دائما وصل کی ٹھہری تو یہ غم ہی نواب
کہ کسی ہوگی اب اوسکی شب ہجر انسی غرض

ردیف طا مہملہ

غیر و نسی اب ہی آٹھ پہر پیار یہ اختلاط	٦٠	در گذری ہم نہین ہمین درکار اختلاط
کیا لطف ہوگا وصل مین اوس نازنین کی ہی		ہی جسکی ہجر مین ہر اک آزار اختلاط
دیوانی بن کی تیری تصور مین رات دن		پریون سی کہتی ہین تری غمخوار اختلاط
ارمان دل مین لاکھون ہین لیکن مین کیا کرون		نازک مزاج یار ہی دشوار اختلاط
احباب سی تو گھر مین بھی اونکو حجاب ہے		اعدا سی ہوتی ہین سر بازار اختلاط
پہلی نشاط عمر سمجھتی تھی ہم مگر		رشک عدو سی اب تو ہی آزار اختلاط

کھنچنی مین یہ مزہ ہی کہ کس کس مزسی آج
ہی ہمسی بار بار باصرار اختلاط

دم ہی لبونپر اب نہ لپٹی کہ نزع مین
بی سود التفات ہی بیکار اختلاط

باز آؤ دشمنون سی نہین ابکی بزم مین
ہم بہی کرینگی غیر سی ناچار اختلاط

طنزاً کہا کہ غیر سی ملیی تو بول اوٹہی
ایسونسی کرتی ہی مری پیزار اختلاط

برسون گذر گئی نہین ہوتی ہی بات بہی
تہا پہلی ایک آن مین سو بار اختلاط

کیا ہو مجہی بتاؤ تو نواب وصل مین
اوس شوخ سی جو ہونی لگی پیار اختلاط

ردیف ظاء معجمہ

کعبی جانی سی فائدہ واعظ ۶۱ ہو نہ جائینگی ہم خدا واعظ

پند کو سنکی کیا کرونگا مین	میری مطلب کی کچھ سنا واعظ
کیسی جنت کہانکی حور و شراب	فقری یہ اور کو بتا واعظ
اس بلا کا کہین ٹھکانا ہی	تو ہمارا ہو رہنما واعظ
وعظ کہنی کو گہر سی نکلا تہا	مجکو دیکہا تو پہر گیا واعظ
تو بہی گر یار کی کمر دیکہی	نہ ملی پہر ترا پتا واعظ
اوسکی کہنی کو کس طرح مانون	نہ پیمبر نہ ہی خدا واعظ
بگڑی ہین ذکرِ حور رو سنکر	ہای یہ تونی کیا کیا واعظ
کوئی تدبیر جب نکل نہ سکی	منعِ اعدا کو مین بنا واعظ
اپنی نالی کی بہی ہی کیا تاثیر	کہینچی جب آہ رو دیا واعظ

نام تیرا ایسا نہو ورنہ
ضد سی دونی شراب پی مینی

کیا کہا مینی جو ہنسا واعظ
وعظ سی تیری یہ ہوا واعظ

شیشۂ و جام دیکھکر نوّاب
رشک سی کیون نہ مرگیا واعظ

ردیفِ عینِ مہملہ

۶۲

جس شوخ سی ہو سکو عداوت کی توقع
کیونکر ہو مجھی اوس سی محبت کی توقع

بیمارِ عاشق کا سبب کوئی نہین اور
اوسکو ہی فقط تیری عیادت کی توقع

افسوس وہ دیکھی غمِ ہجر انکی مصیبت
جس دل مین بھری ہو تری وصلت کی توقع

وہ صدمی اوٹھائی ہین کہ اب روزِ جزا بھی
دل مین نرہی کوئی اذیت کی توقع

الفت مین کسی شوخِ ستمگار کی مجکو
آفت کی ہی امید قیامت کی توقع

پھر جائینگی دن رحمتِ حق ہی سی وگرنہ
طالع سی تو ہی اپنی مصیبت کی توقع

حیرت ہی مجھی ہو گئی زاہد تجھی کیونکر
واعظ کی فقط کہنی سی جنت کی توقع

نومید ہون ای چرخ تری جور سی مین کیا
خصلت سی تری ٹوٹی ہی خلقت کی توقع

اب بات بھی کرنیکو نہین چاہتا ہی دل
پہلی تھی بہت حرف و حکایت کی توقع

اوس دن کو نہ کہی مجھی خالق کہ مین کہون
کہنی سی عدو کی شبِ وصلت کی توقع

مایوس ہون مین اپنی گناہونسی تو لو اب
پر ذات سی خالق کی ہی رحمت کی توقع

ردیفِ غین معجمہ

٦٣

بعد مرنیکی ملی خاک اوسکی مدفن کا سراغ
جیتی جی هرگز نپایا جسکی مسکن کا سراغ

کبتک ای بلبل چهپی گی باغ مین صیاسی
مل هی جائیگا کبهی تیری نشیمن کا سراغ

چوکڑی بهولی هین وحشت سی غزالانِ حرم
گم هوا هی جب سی تیری ناوک افگن کا سراغ

تیری عارض گر نهوتی شعله افروزِ جهان
حشر تک موسی نپاتی دشتِ ایمن کا سراغ

سنتی هین اوسکی کمر کی عشق مین هی نی نشان
های اب هاته آئی کیونکر همکو دشمن کا سراغ

لی اوڑی بادِ بهاری اسقدر میری حواس
ره کی گلشن مین نپایا مینی گلشن کا سراغ

وصل کی شب تهی نتهی خواب مین حیران هون
رات کو ملتا نتها کیون تیری شیون کا سراغ

ردیفِ فا

۶۴

کون لوٹیگا وہان ایوای بسمل کیطرف — حشر مین ہوجائینگی سب لوگ قاتل کیطرف

یاد ہی مجکو شبِ وصل انتظارِ صبح مین — دیکھنا ہر دم وہ تیرا ماہِ کامل کی طرف

آمد آمد نامہ بر کی گر سنونگا بعدِ مرگ — مُنہ مرا تربت مین پھر جائیگا منزل کیطرف

ای فلک اوس بیوفا کو مہربان کر دکھیہ تو — جاتی ہین کس شوق سی ہم اوسکی محفل کیطرف

ہوچکا عالم شہیدِ خنجرِ ناز اور مین — دیکھتا ہی رہگیا اندازِ قاتل کی طرف

وہ مزہ پایا اسیری مین کہ بعدِ مرگ بہی — روح محشر تک رہی مائل سلاسل کی طرف

کیون چِڑاتی ہو مرا مُنہ دیکھو وہ نکلا ہی چاند — پھر کی بیٹھو اک ذرا مد مقابل کی طرف

ہوگیا اندھیر عالم وقتِ آخر ورنہ مین — دیکھتا کن حسرتون سی روی قاتل کی طرف

کوہکن کیطرح سر بھی پھوڑنا ہوگا ضرور — لیچلا ہی دل جو اوس شیرین شمائل کی طرف

خلد کو بھی دیکھ لینگی واعظو پر اتنو ہم
صومعی سی جاتی ہین اوس بت کی محفل کیطرف

بوسہ ہاتہ آئی گا اونسی کیا کسی محتاج کو
ہان مگر الزام عائد ہوگا سائل کی طرف

اوٹہ گیا دنیا سی مجنون تو بلا سی اوٹہ گیا
کہدو لیلی سی کہ جائی اپنی محمل کی طرف

نزع مین ہون اب اوبھار کہو نگاہین پیا کی
ڈوبتی کشتی نہین کہنچتی ہی ساحل کی طرف

دونون عالم کی خبر غش مین نتھی نواب کو
ہاتہ اوٹہ جاتا تھا پر بیساختہ دل کیطرف

ردیف قاف

٦٥

تحریر کی مشتاق نہ تقریر کی مشتاق
ہین ہمتو فقط آپ کی تصویر کی مشتاق

عشاق ہین یون زلف گرہگیر کی مشتاق
دیوانی ہون جیسی سر زنجیر کی مشتاق

مشتاق ہین ہم تیری خطِ شوق کی جتنی — اوتنی نہین ہین کاتبِ تقدیر کی مشتاق
گرہی یہی لذت تری غصی مین تو ظالم — کیا کچہ نکرینگی تری تعزیر کی مشتاق
تا دعویِ الفت نکری کوئی کسی سی — عاشق ہین تری اسلئی تشہیر کی مشتاق
غیرونکو مبارک ہو رہائی کہ یہان ہم — بیٹھی ہین ازل سی کسی زنجیر کی مشتاق
ہین ایک ہی حربی مین وہان سیکڑون غمزی — دل اور جگر دو ہین بہا تیر کی مشتاق
کیا جانیی کیا لطف ہی تعزیر مین تیری — اعدا بھی ہین جسکی لیی تقصیر کی مشتاق
نومید ہون اس درجہ مین تقدیر سی اپنی — نالی بھی مری اب نہین تاثیر کی مشتاق
بھزاد مرقع کو تری لیکی گرین کیا — ہمتو ہین کسی نور کی تصویر کی مشتاق
نادان نہین ہمسی زمانی مین زیادہ — عاشق بھی ہوی اور ہین توقیر کی مشتاق

جو داغِ نِہانی ہین وہ جب تو ہی نہ دیکھی — دکھلائی کسی سینۂ و دل چیر کی مشتاق

کھینچ آہ جلی دل سی کہ نواب فلک پر
قدسی ہین تری نالۂ شبگیر کی مشتاق

ردیف کاف عربی

٦٦

ہلتی نہین وقت نزع تک تب — کبتک یہ ہجوم یاس کب تک

ہونگی کسی اور سی وفائین — ہمپر تو وہی ستم ہین اب تک

احسان ہے طولِ روزِ غم کا — دیکھی نہین مینی غم کی شب تک

تم غیر کی گھر سی آ گئی پر — ہم رشک سی مر مٹین گی جب تک

چپ ہو گئی صاف مُنہ بنا کر — مطلب کی جو بات آئی لب تک

دل صاف ہوا خطا سی اپنی	شکوہ رہا رنج بی سبب تک
انداز ہمیشہ تجھ مین ہین یہ	ہی بگڑی ادا دمِ غضب تک
دیکھی نہین ایسی گیسو و رخ	شہرہ ہی یہ چین سی حلب تک
گر ہی یہی روزِ ہجر تو ہم	جیتی نہ بچین گی آج شب تک
ہو گئی یہی دل کو بیقراری	امید ہی سو طرح کی جب تک
کیا کام عدو کا تیری گھر مین	جب پہنچی نہ مجھسا با ادب تک

غیرونکو بھی اوسکا غم ہی نواب
خالی نہین یہ شک سی تعب تک

ردیفِ کافِ فارسی

٦٧

یون بھڑک اوٹھی ہی سوزِ دل سی یی تنمین آگ
ناگہان لگجاتی ہی جیسی کسی خرمن مین آگ

آہِ سوزان کسنی کھینچی ہی دلِ پرسوز سی
لالۂ احمر سی دہکی ہی ہر گلشمین آگ

دل ادہر سینی مین جلتا ہی اودہر جارہی ہین اشک
وای قسمت شعلہ زن ہی گریۂ ساون مین آگ

رشک کا احسان و صلتمین کہ اسنی بی کبھی
لاکی دوزخ سی بھری ہی سینۂ دشمن مین آگ

جوشِ وحشت مین بھلا کیونکر بچاؤن گا کفن
گر بھی ہی سینۂ پرسوز سی مدفن مین آگ

سر مکین آنکھونسی تیری طور پر بجلی گری
شعلۂ رخ نی لگادی وادیِ ایمن مین آگ

جا پڑا کیا خون میری زخمِ دامندار کا
یک بیک کیون لگ گئی جلادکی دامن مین آگ

خاک ہو جاؤن کہین جلکر تو جھگڑا پاک ہو
ای فلک تو ہی لگادی اب مری مسکن مین آگ

دیکھ او ظالم حذر کر آہ سی مظلوم کی
خاک کردیتی ہی جب خشک و تر کو بن مین آگ

93

ہوگیا شاید گذر نواب کا اس شہر مین
مشتعل ہی جابجا جو کوچہ و برزن مین آگ

ردیفِ لام

۶۸

وصلِ معشوق ہی گلشن مین بجانا بلبل — میری گھر آج سرِ شام سی آنا بلبل

آمدِ یار سی گلشن ہی سہانا بلبل — تو بھی اسوقت ذرا گالی شہانا بلبل

ٹوٹ جائین نہ کہین دامِ بلا کی پہندی — بال و پر وقتِ اسیری نہ ہلانا بلبل

کوئی گل ہار جو آوی تری مٹہی بہیجی تجکو — قبر پر میری بھی دو پہول چڑہانا بلبل

رقص کرنی لگی صیاد قفس جلجائی — آج اس دردسی گا کوئی ترانا بلبل

شبِ فرقت کا بھی سامان ذرا کر رکھنا — وصلتِ گل مین کہین بہول نہ جانا بلبل

مثلِ پروانہ کہین خاک بھی ہو جا کہ کبھی — بو الہوس جانتا ہی سارا زمانا بلبل

تیلیان ٹوٹین قفس کی جو پھڑکنی سی تری — اوڑ کی پھر میری ہی ویرانی مین آنا بلبل

وہ اگر ڈھونڈہی چمنمین مری تربت کا نشان — کھینچکر نالۂ غم توہی بتانا بلبل

چہچہی ایسی نہون جن سی اوچٹ جائی جی — لحنِ داؤد سی گلچین کو بہانا بلبل

وصلِ شیرین سی جو ہو محو ارم مین فرہاد — چونک اوٹھی خواب سی وہ تانک جمانا بلبل

بوی گل تیر کی لذت جو چکھادی تجکو — مدة العمر رہی توبھی نشانا بلبل

مجکو گر یاد نہ کرنا تو نہ کرنا لیکن — میری نوحی نہ کہین دلسی بھلانا بلبل

ساتہ چھوٹی نہ مصیبت مین بھی ہمدردونکا — اک قفس واسطی میری بھی منگانا بلبل

ہوگئی بند مری جان پری نغمی سنکر — حشر تک اب مجھی تو منہ نہ دکھانا بلبل

مینی تعلیم کی ہین جو چمن مین تجھکو | قمریون کو بھی وہی نوحی سکھانا بلبل
اپنا گل ہی نہو تو لذتِ جاوید کہان | ہجر مین خلد کو بھی آگ لگانا بلبل

نئی انداز سی گر سیرِ چمن ہو منظور
اشکِ نواب مین پھولون کو بسانا بلبل

٦٩

کیسی لذت سی ہوا ہای مرا دل بسمل | ہو گیا آپ جسی دیکھکی قاتل بسمل
کون آیا سوِ مقتل کہ بجای تسبیح | عرش پر روحِ امین کہتی ہین بسمل بسمل
تلخیِ مرگ کی لذت جو چکھی ہی تو پھر | مِی کوثر کو بھی سمجھی گا ہلاہل بسمل
حال پر وون مین کس کس کی الہی کہ وہان | کچھ جو در پر ہین تو کچھ ہین سرِ محفل بسمل
اوسمین تیری ہی تو ہمین بھی تڑپے کی ہی | تیری تلوار کا ہی مدِ مقابل بسمل

کارگر ہوتی اگر چوٹ نگہ کی لیلے | قیس کی روح بھی رہتی پسِ محمل بسمل

حشر سو بار ہوا پر وہ نسمجھا کیا ہی | نشۂ شوق سی اس درجہ تھا غافل بسمل

حالِ قاصد سی تو واقف نہین آئی ہی خبر | خاک پر کوئی پڑا تھا سرِ منزل بسمل

تیغِ ابرو کی وہ بُرّش ہی کہ جس سی نواب
مین تو کیا ہو گئی ہین حورِ شمائل بسمل

ردیف میم

تم پہ نہوی اگر فدا ہم | دنیا مین کرینگی جی کی کیا ہم

مستی مین وضو کرینگی مَی سی | رندون مین بنینگی پارسا ہم

ہرگز یہ نتھی امید یارب | ہو جائینگی اوس سی یون جدا ہم

جس غیر کی مدح کرتی ہو تم
دیکھین تو کبھی اوسی درا ھم

کہتی ہین وہ زلف کو مسلسل
یہ سچ ہی تو ہو چکی رہا ھم

در پر تری رشک نی نہ چھوڑا
کیا خاک بنین گی نقشِ پا ھم

جو ہو نہ ہِلانی پر خفا ہو
کیونکر کہین اوس سی مدعا ھم

دُونی ہوئی ہای آتشِ شوق
دُو دِن رہی اوس سی گر خفا ھم

اوسوقت چھپایا اوسنی مُنہ کو
جب کہہ چکی زلف کو رسا ھم

غیرت کی جگہ ہی سوچ قاصد
تجھسی کہین اپنا مدعا ھم

دل مین رہتا ہی گھڑی تو
کیونکر کہین تجھکو بیوفا ھم

در تک تری شوق کھینچ لایا
خود بنگئی اپنی رہنما ھم

کیا تجکو کہینگی سخت جانی
گر ہو گئی ہجر مین فنا ہم

یہ لذتِ درد ہے کہ تا حشر
خالق سی نہ مانگین گی شفا ہم

لپٹا جو مین اور ڈہب سی بولی
دیکھو ہو جائینگی خفا ہم

جب کچہ نہ بنی تو بیٹہی بیٹہی
تجہپر ہوی جی سی مبتلا ہم

اب فکر ہی سو طرح کی نواب
کرنی کو تو کر چلے گِلا ہم

۱۱

حکایت مری شاک کی گر سنو تم
تو غیرونکو گہر مین بہٹکنی ندو تم

بڑی سنگدل سخت بے رحم ہو تم
خدا جانی کیا کچہ کروگے بتو تم

خفا ہو کی کہنا وہ وصلت مین تیرا
جو چہیڑو تو پیٹو مرجان کو تم

جو ہی خوف رسوائی اسدرجہ تمکو	تو درپردہ ہی میری عاشق بنو تم

پیِ قتل کافی ہی روزِ جدائی	یہ الزام تو سپ اپنے ذمی نہ لو تم

یقین آی جب بہی چاہت کا میری	مرا خطِّ تقدیر بھی گر پڑہو تم

اوٹھالی خدا اوسکو جو کوئی ستمسے	کہی وقت آخر کہ بس اب اوٹھو تم

بہلا دیکھو تو کیا وہ کہتا ہی تمکو	کبھی غیر کی رونی پر بھی ہنسو تم

جو ظاہر مین ملتی نہین روز آکر	کبھی تو چھپی چوری ہمسی ملو تم

رقیبونسی ہر دم یہ ہنس ہنسکی باتین	نہ مجھسی ڈرو تو خدا سی ڈرو تم

مجھی منع کرتی ہو رونیکو غم مین	بھلا ہمدمو کیسی نادان ہو تم

جو چاہا ہی اوسکو تو اب حضرتِ دل	قیامت تک ایسی ہی صدمی سہو تم

100

قلم مجھسی اوٹھتا نہین ہمنشینو
اوسی میری جانب سی نامہ لکھو تم

یہ جی چاہتا ہی کہ جبتک جیوین مین
نہ اک لحظہ پہلو سی میری ہٹو تم

نہ دیکھی تمھین کوئی پھر حشر تک بھی
اگر دل کی پردی مین آکر چھپو تم

ہمین سی ہی نواب ساری کہانی
کبھی اوس سی بھی دردِ دل کچہ کہو تم

۴۲

گر یہ سمجھین قید سی ہو جاینگی آزاد ہم
توڑین اک دم مین قفس کی تیلیان صیاد ہم

لاتی ہین اوسکی گلی مین جنتِ شداد ہم
زاہدو لو دیتی ہین تمسکو مبارکباد ہم

ساری منہ دیکھی کی باتین ہین مگر مرنیکی بعد
بھولکر بھی تمکو آئینگی نہ ھرگز یاد ہم

خاک اوڑائی لاکھ لیکن وہ نہ آیا راہ پر
ہای اس امید ہی مین ہو گئی برباد ہم

ظلم کی ہاتھون غمِ فرقت مین اٹھو مر مٹی — فائدہ کیا گر کرین بھی شکوۂ بیداد ہم

آنہ جائی حرف دعوای وفا پر حشر مین — کر نہین سکتی خدا سی بھی تری فریاد ہم

جو دلِ غمگین نہو خوش خلد کو بھی دیکھکر — اوسکو رکھین ایک فلک پہلو مین کیونکر شاد ہم

اپنی دل ہی سی ہمین ایذا ہی تو نازان نہو — تجھسی بھی کہتی ہین بڑھکر اک ستم ایجاد ہم

حسنِ شیرین نی نہ مارا تو شہادت کی لیی — مانگ لینگی ایک دم کو تیشۂ فرہاد ہم

رشکِ دشمن گر نچھوڑیگا ترے کوچے مین تو — کوئی ویرانہ کرینگی جا کی پھر آباد ہم

سینی مین رکھ لین ذرا دل کو تسلی کی لیی — کہا نہ جائینگی تری نشتر کو ای فصاد ہم

گر نہین ہی خرچ تو خمّار کی دکان پر — جا کی رکھین گی گرو سجادۂ زہاد ہم

کچھ بھی ای نواب تسکینِ دلِ مضطر نہو

حشر تک تڑپین جو زیرِ خنجرِ جلاد ھم

۶۲

جب کبھی دیکھتی ہین زلفِ گرہگیر کو ھم	یاد کرتی ہین بہت صانعِ تقدیر کو ھم
چارہ گر ڈھونڈھتی ہی ڈھونڈھتی جا مرینگا	اسطرح دل مین چھپا لینگی تری تیر کو ھم
آہ کرنیسی وہ ملجای تو ای ربِ قدیر	مانگین تجھسی بھی نہ ھرگز کبھی تاثیر کو ھم
حالتِ جوشِ جنون مین بھی کام آئی ہی	دوست رکھتی ہین اسیواسطی زنجیر کو ھم
جب ستاتا ہی بہت دردِ جدائی دل کو	پیار کر لیتی ہین اوٹھکر تری تصویر کو ھم
رحم فرمای کبھی کاتبِ قدرت شاید	اسلیی روتی ہین اِک عمر سی تقدیر کو ھم

اوسکی دل مین تو اثر ہی نہین کرتا تا نوان

کیا کرین لیکی بہلا نالۂ شبگیر کو ھم

ردیفِ نون

نئی ڈہب سی تڑپتا ہی دلِ بیمار پہلو مین	۴۴	مقرر آج بیٹھی ہین وہان اغیار پہلو مین
جگر دل سب لہو ہو کر بھی فرقت مین آنکھو نسی		مگر ہان داغِ حسرت رہگئی دو چار پہلو مین
قسم کہانیکی قابل ہین نصیب اون خوش نصیبونکی		رہین دل کیطرح جنکی پری رخسار پہلو مین
وہان فرہاد کی سر پر اگر ہی زخم تیشی کا		یہان ہین ابروونکی زخمِ دمدار پہلو مین
شکستِ دل سی گرانکار ہی تمکو تو حاضر ہین		گواہی کی لیے دو گیسوئے خمدار پہلو مین
تمہارا دل ہی قابو مین نہین ہی خوفِ اعدا سے		اوٹھو کیون بت بنی بیٹھی ہو تم بیکار پہلو مین
مری دلکی تڑپ اکثر ہلادیتی ہی گردون کو		شبِ وصل ای قمر رہنا ذرا ہشیار پہلو مین
ستمگر کیسی کیسی تو نی دنیا مین بنائی ہین		ستم سہنی کو یا رب دل بھی دیدی چار پہلو مین

قیامت مین شہادت کی لیی نواب مینی بہی
لگا رکہی ہین کتنی زخمِ دامندار پہلو مین

قیامت گر شبِ فرقت سی ہمسر ہو تو مین جانون
٥، کہان باری شب اکدم کی برابر ہو تو مین جانون

الہی یون تو ہوتا ہی رہیگا اپنی وعدی پر
جو میری ہجر کی شب روزِ محشر ہو تو مین جانون

بتای گا مجہی کوئی زمانی مین تو کیا یارب
تری درگہ مین بہی اوس سا ستمگر ہو تو مین جانون

منجم جہوٹ ہی معشوق کا ملنا کہ فرقت مین
اجل تک بہی اگر مجکو میسر ہو تو مین جانون

مین آؤن حشر تو نسی دیکہتا تمکو سرِ مقتل
تمہاری ہاتہ مین اوسدم بہی خنجر ہو تو مین جانون

بچالی گر وہ اعجازِ تکلم اسکو تم جانو
مگر یون رنج مین نواب جانبر ہو تو مین جانون

٧٦

نازو انداز جو تیری شبِ وصلت دیکھون — خلد مین پھر نہ کبھی حور کی صورت دیکھون

اوسکی منّت کی لیی غیر کی تربت دیکھون — ہای یہ صدمہ فلک تیری بدولت دیکھون

سیر ہو حشر مین جب داورِ محشر پوچھی — حالِ دل اور مین اوس شوخ کی صورت دیکھون

دلِ گُم گشتہ کو سو بار مین ڈھونڈھون ہمدم — اوسکی گیسو مین اگر کوئی علامت دیکھون

ابتو دعوی ہے بہت حضرتِ واعظ لیکن — دیکھی وہ ناز سی پھر آپکی عصمت دیکھون

امتحانا تو ذرا قتل کرو دشمن کو — پھر بھی رہتا ہی مجھی شوقِ شہادت دیکھون

دیکھنی آی تو ہو مجکو مگر رشک سی مین — ہای کن آنکھون سی تمکو دمِ رحلت دیکھون

فتنہ پرداز وہ معشوق عطا کر یارب — کہ جہان جابی وہان رنگِ قیامت دیکھون

اذنِ محبوب سی جاؤنگا وہان بھی واعظ — وہ نہین ہون کہ تری کہنی سی جنت دیکھون

ہمدموچین کی اپنی مین کرون سو فکرین | کوئی دم عشق کی ہاتھونسی جو راحت دیکھون

غیر کی چاہ بہت اپکو ہی سنتا ہون | وہ مجھی چاہی تو پھر آپکی چاہت دیکھون

جنسی دیکھی ہون تری وصل کی دن مدت تک | ہای اون آنکھونسی طولِ شبِ فرقت دیکھون

جل کی ہو خاک کہین سوزِ الم سی تو آن
روز کبتک تری نوحونسی قیامت دیکھون

ایسی تو بیخودی نہین ہوتی شراب مین | ،، کیا تمنی میری بخت کو دیکھا ہی خواب مین

لطف وکرم کی محو ہوئین ساری لذتین | ایسا مزہ ملا ستمِ بیحساب مین

قاصد کو بھیجتا ہون تو شوخی کی راہ سی | میرا ہی نامہ بھیجتی ہین وہ جواب مین

جب پیار اختلاط مین دیتی ہین گالیان | کیا جانین کیا کہینگی وہ مجکو عتاب مین

اللہ ری تابِ عارضِ مہوش کہ وقتِ وصل
بجلی سی کوند جاتی تھی ہر دم نقاب مین

ہر رونگٹی سی آتی ہی آوازِ شکر کی
لذت ملی ہی یہ شبِ غم کی عذاب مین

تمکو پسند کرتی ہین سب شاہدِ زمین ہم
رخنی نکالو اب بھی تو کچہ انتخاب مین

پامال کرکی خلد کو صحرا بنا دیا
وحشت بھری تھی یہ دلِ خانہ خراب مین

زاہد کبھی ہوی کبھی ہم محتسب بنے
کیا کیا پڑی ثواب کی ہاتھون عذاب مین

پوچھو تو کوی بات مری ڈھب کی مجھسی تم
دیکھو تو پھر مین کہتا ہون کیا کیا جواب مین

مارا سرورِ وصل نی تو ہی سزا مری
نکلی نہ جان کیون شبِ غم کی عذاب مین

کیا جانی کیا کہینگی وہ شوخی کی راہ سے
دیکھا جو وقتِ وصل مجھی اضطراب مین

گردش مین ڈال میری بھی قسمت کو ای فلک
کیا فائدہ جو تو ہی رہا انقلاب مین

نواب شکرِ عشق بتان مین مجھی سی پوچھ
جو کچھ کہا ہی مینی خدا کی جناب مین

٧٨

دہوم ہی حسرتونکی ہر دل مین ۔۔۔ کون آتا ہی آج محفل مین
یاس سی مر چلی تھی ہم لیکن ۔۔۔ آگئی جان کوی قاتل مین
ساری شوخی تم اپنی بہول گئی ۔۔۔ وہ تماشا تھا رقصِ بسمل مین
نہین معلوم کیا ہوا جو آج ۔۔۔ ہوک سی اوٹہ رہی ہی کچہ دل مین
لطف آبِ حیات کا پایا ۔۔۔ تلخیِ ہجر سی ہلاہل مین
کیون مری دل کو پوچھتی ہو تم ۔۔۔ مجھسی پوچھو جو ہی مری دل مین
نامہ بر راہ مین ہی اور یہان ۔۔۔ خاک اوڑتی ہی پہلی منزل مین

حسرتین وصل کی ہماری بعد — رہین گی ہای کونسی دل مین

وہی کافر نہو کہین یلیلی
دیکہہ نواب جا کی محمل مین

٧٩

ہلی کیونکر نہ تیری رہگذر کی سرزمین ہمسون — کہ نالونسی مری کانپا کیا عرشِ برین ہمسون

بہلا کیا خاک سوئی چین سی وہ کنجِ مرقد مین — رہا ہو جسکی سر کا تکیہ دوشِ نازنین ہمسون

تری صورت کا نقشہ جب کبہی کہنیچ جاوی گا پورا — تو صنعت پر کریگا ناز صورت آفرین ہمسون

عجب حسرتسی دیکہا ہی سوِ جانان دمِ آخر — رہیگی یاد اوسکو بہی نگاہِ واپسین ہمسون

نہ ہنسی میری رونی پر یہ وہ آفت کا رونا ہی — کہ جسکو دیکہکر رویا کیی روح الامین ہمسون

اوڑائین دہجیان ہاتہون نی اوسکی جوشِ وحشت مین — رہی تہی دین خونبار پر جو آستین ہمسون

کیا عشقِ کمر نی بی نشان ایسا نپایا مینگی
عدم مین بھی اگر ڈھونڈینگی مجکو ہمنشین برسون

رفاقت لذتِ زخمِ جگر تیری مین جب جا بون
کہ مرقد مین بھی میری مُنہ سی نکلی آفرین برسون

ہوی ہونگی کسی سی وصل کی اقرار بھی شاید
رہی ہمسی تو اوس بیرحم کافر کی نہین برسون

نصیبو نمین جو لکھی ہی بُرائی وہ نجائیگی
اگر رگڑونگا در پر کعبی کی نقشِ جبین برسون

اسیرِ دامِ گیسو دل ہوا تو مین بھی وحشت سی
نچھوڑونگا کبھی ہاتھو نسی زلفِ عنبرین برسون

اسی امید پر شاید کسی دن آؤ تم باہر
نجائینگی تمہاری در سی دم بھر بھی کہین برسون

تری کوچی مین ہی مدتسی ہمپر نزع کا عالم
گھڑی ساعت کا نقشہ ہمنی دیکھا ہی یہین برسون

جفا سی اوسکی ٹھہر گیا نہ ای نواب کوئی بھی
رہینگی دیکھ لینا کوی جابان مین ہمین برسون

بھار آئی کھلی گل بلبلین پھرتی ہین گلشن مین ٨٠ ذرا تو بھی خدا کی واسطی آ میری مسکن مین

چمک بڑہجائیگی افشانسی ایسی روی روشن مین کہ فورًا آگ لگ اوٹھی گی ساری دشت ایمن مین

قیامت تک نہوگا یہ اثر فریادِ دشمن مین ترا بیچین ہونا منحصر ہی میری شیون مین

دیی ہوتی مجھی ای چرخ تو کچہ کام بھی چلتا عبث سب فتنی تو نی بھر دیی ہین اوسکی چتون مین

گئی ہین ایسی ناکامی سی ہم اوس بت کی کوچی سی رہیگا ذکر جسکا حشر تک ہر کوی و برزن مین

نہین کچہ ایک غمزہ قتلِ عاشق کی لیی ظالم ہزارون ناز ہین آفت کی تیری چشمِ پرفن مین

مری زخمونکی کیون ہی فکر تجکو چارہ گر ہردم بھری ہین معجزی عیسی کی کیا کچہ نوکِ سوزن مین

ڈہلا جاتا ہی منکا میری دن کا جو ای ہمدم پڑی ہین دشمنونکی ہاتہ شاید اوسکی گردن مین

خدا کی شان ہمتو خط لکھین کس شوق سی تمکو ندیکھو آنکہ سی تم رکھد و دیوار و نکی روزن مین

قصور ایسا ہوا تھا کونسا جسکی عوض یارب
بھری ہی آگ سوز دل سی تو نی میری بدن مین

رخ انور نہین دیکھا ہی تیرا ورنہ محشر تک
نہوتا کوئی بھی جھگڑا کبھی شیخ و برہمن مین

گلونسی شاد ہون نالونسی پر بلبل جلاتی ہے
الٰہی آگ لگ جائی فقط اسکی نشیمن مین

عجب پردی مین لذت ہاتہ آتی دست بوسی کی
مرادل بھی جو ہوتا موتیونکی ساتہ سمرن مین

نہ چھیڑا ای خار صحرا تو نہ دامنگیر ہو میرا
بھری ہین لخت دل کن مجنونسی نی دامن مین

رہا یوہین دل بیتاب پہلو مین تو محشر تک
قیامت کا رہیگا زلزلہ ہر وقت مدفن مین

تعجب کیا جو وصل یار کی نواب کو دھن ہے
خیال خام بندہجاتی ہین یوہین دل کی الجھن مین

خواہش کرون وفا کی جفا کا گلا کرون ۱۸ تم میری بس مین ہو تو خدا جانی کیا کرون

کہتی ہین بعدِ حشر کوئی دن بتایئے
تو وصل کا مین آپ سی وعدہ وفا کرون

تعریف عشقِ غیر کی میری مذمتین
انصاف کریہ باتین مین کبتک سنا کرون

سو ظلم ہم پہ اب تو ہین پر کچھ بھی یاد ہے
کہنا وہ بی بسی مین کہ اللہ کیا کرون

تعزیر دیجیی مجھی اوس دم کہ جز جفا
بھولی سی بھی کبھی مین خیالِ وفا کرون

دل مین بھری ہوئی ہین ہزارون ہی حسرتین
کس کس کی واسطی مین الٰہی دعا کرون

گر وصل ہو تو لاکھ طرح کی ہون مشغلی
یہ تو بتا و ہجر مین مین کیا کیا کرون

اوس بیوفا سی لاگ ہی اسکا علاج کیا
نواب گر مرض ہو تو اوسکی دوا کرون

تذکرہ سنکر تمہارا میری دم مین دم نہین
سچ ہی شہرہ حسن کا ذکر اجل سی کم نہین

سیکڑون عالم ہین معشوقانِ عالم مین مگر
پیار کرتی ہین جسی ہم ہای وہ عالم نہین

گو نہ آؤ تم مگر ہم یادہی سی شاد ہین
بیکسی مین اس سی بہتر مونس و ہمدم نہین

گر کسی سی تم نہین لپٹی شبِ وصلت تو کیون
پرزی کُرتی کی اُوڑی ہین سینی پر محرم نہین

مرگئی کیا نوحہ گر یا ذکر تیرا آگیا
آج کیون اہلِ عزا مین شورشِ ماتم نہین

غم نہو تیرا جسی کیونکر ہوا اسکی زندگی
کاہشِ جاں کی لیی اس سی زیادہ غم نہین

اشکِ دشمن سی گھبراؤ کہ اپنی ہجر مین
تمنی دیکھا تھا جنہین وہ دیدۂ پرنم نہین

کیون ترا احسان اوٹھاؤن مفت مین ای چارہ گر
ہاتھ ٹوٹی ہین مری دنیا مین یا مرہم نہین

ہو شمین آ دستِ ساقی سی سمجھکر جام لے
می ہی ای زاہد یہ آبِ کوثر و زمزم نہین

میری فریاد و فغان سنتی ہی محفل کی سوا
کونسی وہ بزم ہی جو برہم و درہم نہین

آفتابِ حسن کیا آنکھین دکھاتا ہی نہین
رشکِ دشمن رنجِ فرقت دردِ پہلو سوزِ دل

ہین یہ آنسو عاشقونکی قطرۂ شبنم نہین
گر یہی ہین عشق مین صدمی تو اک دن ہم نہین

کیون نہ کھینچون حشر مین نواب حق کی برو
آنچل اوس کافر کا ہی کچھ دامن مریم نہین

جسکو دیکھا وہ آشنا ہی نہین
کیا زمانی مین باوفا ہی نہین

۸۲

جا کسی اور جا اثر کہ یہان
یاس سی دل مین کچھ رہا ہی نہین

ہمتو افسوس کہہ چکی کیا کیا
پر وہ کہتی ہین کچھ سنا ہی نہین

کیون زمانی مین حشر آیا ہے
حالِ دل مینی تو کہا ہی نہین

تو تو کہتا ہی نامہ بر سب کچھ
مگر اوسنی تو کچھ لکھا ہی نہین

روزِ محشر کی شام ہی لیکن ۔۔۔ شبِ فرقت کی انتہا ہی نہین

تم مناتی ہو کسکو ای نواب
وہ تو کہتی ہین ہم خفا ہی نہین

بعدِ مدت جو کچہ کہا تو نہین ۔۔۔ ۸۴ ۔۔۔ دلربائی کی یہ ادا تو نہین

غیر سی پوچہتا ہون ہای ری شوق ۔۔۔ وصل کی شب اوسی حیا تو نہین

ناز پر تیری پس گیا ہی کیون ۔۔۔ دل مرا ہی یہ کچہ حنا تو نہین

شوخ ہی رنگ گو زمانی کا ۔۔۔ تجہسا چالاک و دلربا تو نہین

لیجیی بوسی میری ہی منہ کی ۔۔۔ اسمین نقصان آپکا تو نہین

تیری ہی راہ مین رہینگی مدام ۔۔۔ ہم مین ہر چند کچہ رہا تو نہین

اشک سرخ اسقدر نہین ہوتی ۔۔۔ یہ کسی شوخ کی حنا تو نہین

آہ ہی نارسا تو میری ہی
یہ تری کاکل رسا تو نہین

حرف آئی گا کیون محبت پر
خط کا لکھنا تجھی خطا تو نہین

ہجر مین بھی خیال ہی تیرا
شکر ہی دلسی تو جدا تو نہین

نامہ بر سچ بتا خدا کی لیی
اوسنی خط غیر کا لیا تو نہین

نہ سہی باوفا بہت نہ سہی
دل مرا تمسا بیوفا تو نہین

کیون خفا ہو جو اشک بھر آئی
خونِ دل آنکہ سی بہا تو نہین

در پر اوسکی لحد بنی تو بنی
شکر ہی غیر جبہہ سا تو نہین

دل لیا اوسکی نازنی ناصح
اسمین کوئی مری خطا تو نہین

خوف واعظ سی اسقدر نواب

بنج پرور وہ کچھ جدا تو نہین

کیونکر کہون کہ طاقتِ ضبطِ فغان نہین ۸۵ ہی تو مگر موافقِ جورِ بتان نہین

انکھین ہی گر نہون تو اسی کیا کری کوئی ورنہ تری صفات کا جلوہ کہان نہین

ہوتی ہی رات وصل کی جس گھر مین الخدا اوس سرزمین پر کوئی کیا آسمان نہین

جی بھر کی ناز کر کہ اوٹھا لینگی جان پر اتنی تو تیری ہجر مین ہم ناتوان نہین

گھونگھٹ سی مُنہ تو کھولو دمِ وصل خیر ہی چھرہ ہی چاند سا کوئی رازِ نہان نہین

اس ظلم پر تو چرخ کی بیداد ہی یہ کچھ اللہ کا ہی شکر کہ تو مہربان نہین

حیرت کی وہ تو پوچھتی ہین وجہ اور مین خاموش اسطرح ہون کہ گویا زبان نہین

دو فقرون مین مٹا دیی دلسی گلی ہزار پھر بھی کہو گی مجھسی کہ مین خوش بیان نہین

گھر مین عدو کی دیکھکی تجکو مین شرم ہے
گستاخ یہ جھوٹ بولون کہ وہ تو یہان نہین

کس مشغلی سی ہوگی تسلی کہ خلد مین
سر پھوڑنیکو ہای ترا آستان نہین

وصلت سی باز رکھنی کو آخر حیا تو ہے
کیونکر کہون کہ کوئی ترا پاسبان نہین

آنکھین نہ بند کیجیی سنیی جو مین کہون
حالِ غمِ فراق ہی کچہ داستان نہین

کس کس طرح ستاتی ہین ہمکو یہ ای خدا
کیا تیری گھر مین کوئی سزای بتان نہین

نواب یار آتا ہی مقتل مین قتل کو
کمبخت اسکو سنکی بھی تو شادمان نہین

کیا میری دل کو دیکھتی پھرتی ہو راہ مین
٨٦
اسکو تو ڈھونڈھو اپنی ہی زلفِ سیاہ مین

یا رب ملی مجھی کو پیمبر کی واسطی
جتنا ہو دردِ عشق ترے بارگاہ مین

لاکھون کو قتل کرتی ہی دم بھر مین بیگناہ
یہ تیزیان فقط ہین تمہاری نگاہ مین

اتنی دعائین مانگین عدو نی کہ چھن گیا
تھوڑا سا تھا اثر جو مری دل کی آہ مین

تو ای سپہر کجروی اپنی نہ چھوڑنا
ہرچند خاک ہو گئی ہم اوسکی راہ مین

ازبسکہ تکیہ ہی تری لطفِ عمیم پر
جلوہ ثواب کا ہی مری ہر گناہ مین

واعظ کو دیکھینا کہ دلاتا ہی مجکو یاد
نواب میکشی کی مری خانقاہ مین

جب کبھی بھولی سی وہ نام مرا لیتی ہین
اونگلیان دانتون مین اغیار دبا لیتی ہین

تذکرہ میرا تری سامنی کچہ بات بھی ہی
یار بہلانی کو اک بات بنا لیتی ہین

خواب مین بھی جو طلب کرتی ہین تو شوخی سے
مجہ سی پہلی وہ رقیبونکو بلا لیتی ہین

یاد کرکی تری وصلت کی ادائین ہم بھی
کیسا کیسا شبِ ہجران مین مزا لیتی ہین

کسکی کوچی کی پڑی خاک مری پاؤن پر
کہ قدم میری مری راہنما لیتی ہین

آنکھ لڑ جاتی ہی جب مجھسی تو اللہ ری حجاب
نازسی ہاتھ مین آئینہ اوٹھا لیتی ہین

دلکی جانی کا عبث ہی تجھی صدمہ ناصح
ہم خدا جانی یہ دیکر اوسی کیا لیتی ہین

شرم اگلی سی نہین ساری زمانی کیطرح
وہ بھی اب نام مرا نامِ خدا لیتی ہین

کیا ہوا گر مجھی قاصد نہین دیتی ہین جواب
پرزی نامی کی تو رستی سی اوٹھا لیتی ہین

عاشقونکو نہ ستا بہرِ خدا ای ظالم
ان فقیرونکی تو سب لوگ دعا لیتی ہین

رازِ دل ہای کہی کون کہ وہ تو مجھسی
اپنا اوبھرا ہوا جوبن بھی چھپا لیتی ہین

بہیجتا ہون جسی اپنا مین سمجھکر تو اوسی
دو ہی باتون مین وہ دم دیکی ملا لیتی ہین

شلِ زنجیر قدم ہو نہین اگر ملجائین — تیری گیسوی جو دل اپنا بچا لیتی ہین

جب کہا لیتی ہین الفت عوضِ جان تو آپ
ہنسکی کہنی لگی جی مینی سُنا لیتی ہین

مزہ پایا ہی یہ اوسکی جفا مین — کہ اب لذت نہین ملتی وفا مین
او جھکر عشقِ گیسوی رسا مین — الہی پڑ گئی ہم کس بلا مین
فنا کی بعد اثر آیا دعا مین — کہ وہ آئی مری بزمِ عزا مین
یہ کسکی زلف سی اوبھی ہی جو آج — بھری ہین شوخیان بادِ صبا مین
مجھی آتا تو ای خالق بتا دی — ملیگا کیا شبِ غم کی جزا مین
نہین ہی تمکو چاہت دلکی تو پھر — چھپا رکہا ہی کیون زلفِ دوتا مین

ادا سی کوئی بت آئی تو ناصح | کلیجا اپنا ھم کیونکر نہ تہامین
کہان ہندمین ایسی شوخ رنگت | لہو میرا ملا شاید حنامین
نہین اک چال ہی سی شورِ محشر | قیامت کی ہین فتنی ہر ادامین
بلا نازل ہوئی تھی کونسی کل | کہ تھا اک غل مری ماتم سرامین
غمِ فرقت مین اب رونی سی حاصل | نہ آیا سوچ اسکا ابتدا مین
گلی مین اوس پریکی وای قسمت | چبھی کانٹی تو پای رہنمامین

بہت مرغوب ہی اوس بت کو تو آبؔ
کوئی خوبی تو ہی شرم وحیامین

جو لوگ بہول کی بھی تیری در کو دیکھتی ہین | | تو یاد کرکی وہین میری گھر کو دیکھتی ہین

بناؤ شب کی تو سب روز دیکھتی ہین مگر — ہم اونکی بگڑی ادائین سحر کو دیکھتی ہین

مجھی یہ ڈر ہی کہ افشای راز ہو نہ کہین — بُری نگاہون سی سب چشمِ تر کو دیکھتی ہین

تمہاری ہرزہ مزاجی کو کچھ نہین کہتی — مری ہی جذبۂ دل کی اثر کو دیکھتی ہین

یہ جانتی ہین کہ قاصد اودہر سی لایا خط — کبھی جو آتی کسی نامہ بر کو دیکھتی ہین

گئی ہین غیر کی گھر شام سی وہ آئی ہین دن — ذرا ہم آج تری بھی اثر کو دیکھتی ہین

خدا جو پوچھتا ہی حال حشر مین تو ہم — نگاہِ یاس سی اوس فتنہ گر کو دیکھتی ہین

عبث یہ کہتی ہو تمسی خفا نہین ہین ہم — نہ جھوٹ بولو کہ ہم تو نظر کو دیکھتی ہین

جو سوچتی ہین تری عشق کو تو حیرت سے — کبھی تو دل کو کبھی ہم جگر کو دیکھتی ہین

عدم کی کرتا ہون تعریف جب کبھی تو آپ

توکس اداسی وہ اپنی کمر کو دیکھتی ہین

نالونسی کیا زبان مری آشنا نہین ۹۰ عالم مین جو کہین بھی ہجومِ بلا نہین
مین وصل مین لحاظ سی کچہ بولتا نہین وہ جانتی ہین دل مین کوئی مدعا نہین
حورین بھی ہین بشر بھی ہین پریان بھی ہین مگر میری ہی واسطی تری محفل مین جا نہین
دل لینی سی نہ ڈر تری بیداد کی قسم اس جرم کی خدا کی یہان بھی سزا نہین
مرنی کی اوسنی لی ہی قسم مجھسی ہجر مین افسوس اب تو موت کا بھی آسرا نہین
کیونکر کہون کہ صبر و سکون عشق کی لیے دل مین تو میری کوئی تمہاری سوا نہین
قائم مقام میرا تو ہی غیر بھی وہان مین کیا کرون کہ تمسا یہان دوسرا نہین
یہ اضطرابِ قتل فراموش ہو تو ہو پر یاس کی نگاہین مری بھولنا نہین

کیون دل کو اشتیاق ہی ہر لحظہ صبح کا
شامِ شبِ فراق مین کیا کچہ مزا نہین

باتین ہی ایسی کین کہ ہمین پیار آگیا
یہ آپ کی خطا ہی ہماری خطا نہین

ممنون ہون مین جذبۂ دل کا شبِ وصال
احسان مجہپہ اسمین تو کچہ آپکا نہین

بیچین عمر بھر رہی ہم ای فشارِ گور
بس بس کہ امتحان کا اب حوصلا نہین

انکار مین وصال کی کچہ لطف اور ہی
کہنی کو یون تو کہتی ہین وہ بارہا نہین

نا آشنا جو دل کو مری کہہ رہی ہو تم
سچ ہی مگر تمہاری طرح بیوفا نہین

سمجہا کی لی تو آیا اوسی نامہ بر یہان
شکوہ نہین کیے تو کچہ اسکا گِلا نہین

نواب ظالمو نستی رحم کی آرزو
تم بھی وہ چاہتی ہو جو پیدا ہوا نہین

ناصح اگر نہ دیکھون کبھی اوسکی در کو مین او انصاف کرکہ جاؤن پھر آخر کدہر کو مین

دعوی بہت بڑا ہی تجھی اپنی چپ ندیکھ چاہونگا ضد سی تیری فلک اوس قمر کو مین

وصلت کی رات حق سی یہی ہی مری دعا ہو حشر بھی تو شبکو ندیکھون سحر کو مین

مین مٹگیا مگر مری خواہش نہین مٹی ڈہونڈہا کیا عدم مین بھی تیری کمر کو مین

آیا یہ کام داغِ محبت کی چارہ گر کیونکر بچانون جان سی بڑہکر جگر کو مین

وہ رنگ اس سی وصل کا بگڑا کہ کیا کہون یارب نہ روزِ حشر بھی دیکھون سحر کو مین

اوسکی جفائین دیکھکی حیرت سی بار بار
نواب یاد کرتا ہون تیری جگر کو مین

ردیف واو

۹۲

پھر خدا جانی ملی کب درِ جانان مجکو
دیکھو لینی دی ذرا دینِ گریبان مجکو

مین بھی ہنستا ہون بہت آپکی دانائی پر
آپ ہنس ہنسکی بناتی ہین جو نادان مجکو

کی بتونکی یہ پرستش کہ بنا صورتِ بت
ہای پھر بھی تو سمجھتی ہین مسلمان مجکو

خاک دیکھونگا شبِ وصل کہ قسمت سی مری
موت کا بھی نظر آتا نہین سامان مجکو

یار آتا ہی تصدق کی لیی ای واعظ
دی ذرا بھر خدا اپنا بھی ایمان مجکو

پھر بھی آنکھون مین رہونگا مین نظر کی صورت
تیری گھر سی جو نکالین گی نگہبان مجکو

وصلِ دشمن مین رنگی ہاتہ لہو سی میری
اور اولٹا وہ جتاتی ہین پھر احسان مجکو

تمنی ارمان مری دلکی جو مجھسی پوچھے
کیا بتاؤن نرہا کوئی اب ارمان مجکو

کوئی یہ خوشخبری جاکی کہی غیرون سے
لو مبارک کہ بناتی ہین وہ دربان مجکو

سجن ہیں شکر کیسی اوٹہ کی وہین سو سو بار　　دل مین جسدم نظر آیا ترا پیکان مجکو

غیر کی وصل کا اوس دن مجھی آئی گا یقین　　پیار کر لوگی کسی دن جو مری جان مجکو

اور کی دشمن ہی کی آنکھون مین پڑونگا ہمدم　　خاک کر دی گی اگر گردش دوران مجکو

وہ اوٹھائی ہین مزی ہجر صنم مین نوابؔ
کہ نہین وصل کی خواہش شب ہجران مجکو

٩٣

جانتا ہون روز محشر سی بھی بڑھکر رات کو　　پھر دعا مانگو نہین ای نواب کیونکر رات کو

دن سنا تھا حشر کا لیکن مری فریاد سی　　تیری کوچی مین ہوا کرتا ہی محشر رات کو

کیا خبر تھی غیر آئی گا اسی حیلی سی صبح　　ورنہ ہم خود ہی مٹاتی نقش بستر رات کو

ڈوب کر جب چاند نکلا تو مجھی یاد آگیا　　ہای وہ آنا کسیکا روز چھپکر رات کو

دنکی آنی مین جو سو حیلی حوالی کرتی ہین — آچکی وہ اپنی وعدی پر مقرر رات کو
صبح تک اونسا ستمگر بھی منایا ہی کیا — مینی بھر خودکُشی کھینچا جو خنجر رات کو

اوسنی جب ہنسکر رقیبونکو دیی جامِ شرآب
رہگئی حسرت سی ہم نواب ؔ وکرر آت کو

٩٤

مزہ کیا نیند آنیکا ہی ہمسی نیمحیانون کو — الٰہی خواب راحت آی اوسکی پاسبانون کو
جفا جو کچہ تو کم ہون ایسی روزِ سخت مین یارب — بنا نا پھر نہ محشر مین مٹا کر آسمانون کو
کچہ اس لذت سی مین تڑپا دمِ آخر کہ برسون تک — رہی جن و ملک بھی پیٹتی سب اپنی جانون کو
ذرا نادانیان دیکھی کوئی ان چارہ سازون کی — مٹاتی ہین جگر سی اوسکی خنجر کی نشانون کو
قفس مین جب کبھی مرجائین ہم صیاد تو ظالم — تبرک جانکر رکھنا ہماری استخوانون کو

سوالِ وصل آیا ہی کمالِ شوق سی لب تک — نکالو دیس سی اسدم یاد کر کی سب بہانون کو

برابر راتدن روتی ہین پہ دل پھٹ نہین جاتا — دیی ہین حق نی پتھر کی کلیجی نوحہ خوانون کو

جہان اوس حسنِ عالم سوز کا ہوتا ہی کچھ چرچا — گواہی کی لیی لاتی ہین میری استخوانون کو

عبث شیدا ہوی نواب تم پیرانہ سالی مین

سنا ہی عشق تو ہوتا ہی اکثر نوجوانون کو

٩٥

تا فرصت انتظار سی پھر عمر بھر نہو — قاصد وہ بھیجیی جسی اپنی خبر نہو

کیونکر کہون کہ لطف کبھی غیر پر نہو — ہو بھی تو گاہ گاہ مگر اسقدر نہو

جب وصل ہو نصیب کسی خستہ جان کو — اوس شب کی تا قیامت الہی سحر نہو

آئی نہ فرق سنگدلی مین تری کہین — نالی بھی کیجیی وہ کہ جن مین اثر نہو

سنتی ہین خلد مین ہی بہت دہوم دہام آج
بسمل کا تیری دہر سی عزمِ سفر نہو

رونیسی میری تیری اداونسی بزم مین
کوئی نہین جو ہاتہون سی تہامی جگر نہو

افسوس اپنی جی سی بہلا اوسی کو تو
جس دل کو تیری یاد مین اپنی خبر نہو

ساتون فلک کی ٹکڑی اوڑین تو اوڑین مگر
فریادِ غیر دل مین تری کارگر نہو

دل کو نہین قرار جو پہلو مین ایکدم
پلٹا کہین اودہر سی مرا نامہ بر نہو

کیا سیر ہو جو غیر سی وعدہ ہو وصل کا
ڈہونڈہی وہ صبح تک تجہی تو اپنی گہر نہو

جور و عتاب کیون نسہین ہم ہزار بار
لطف و کرم سی بہی جو ادہی درگذر نہو

مجکو ہی یاد وصل مین ڈر ڈر کی نازسی
کہنا ترا کہ دیکہ کسیکو خبر نہو

سب لوگ جسکو داورِ محشر سمجہتی ہین
مجکو یہ خوف ہی کہ وہی فتنہ گر نہو

١٣٣

ذوقِ تپش مین چین کہان دلکو چارہ گر — جبتک کہ سینی مین خلشِ نیشتر نہو

یارب مرا شریک ہو جس صدمی مین رقیب — اوس مین مزہ نہو جو مری جان پر نہو

رکہاہی اوسنی سوگ عدو کا تو ہمنشین — اس ڈہب سی روپی کہ پلک تک بہی تر نہو

وہ دیکہتی ہین میٹہی نگاہونسی اور مین — ڈرتا ہون کوئی فتنہ تو مدِ نظر نہو

دشمن کہین نہ رشکِ شہادت سی جان دی — یون قتل ہون کہ قتل مرا مشتہر نہو

گہل گہل کی غیر کاہش غمسی خدا کری — تارِ نگاہ ہو مگر اوسکی کمر نہو

شہرت تمہاری جور و ستم کی ہو کسطرح — تشہیر میری لاش اگر دربدر نہو

نواب روزِ حشر خدا سی شکایتین — اتنا بہی کوئی عشقِ بتان مین نڈر نہو

۹۶

یہی حیرت رہی گر جلوہ قاتل سی خلقت کو | تو اوٹھی گا جنازہ اوسکی بسمل کا قیامت کو
نشانی ہی یہ اوسکی حسنِ عالم سوز کی ناصح | جگہ کیونکر ندون مثل نظر آنکھونمین حیرت کو
نہ تھی صبحِ ازل افسوس مجکو یہ خبر ہرگز | کہ میری ہی لیی پیدا کیا ہی شامِ فرقت کو
اداسی دونون زلفین کھول دنیا دوش پر اپنی | یہی تعزیر کافی ہی تری مجنونکی وحشت کو
ہزارون ایسی ہنگامی یہان ہر روز ہوتی ہین | قیامت سی بھلا تشبیہ کیا دون تری قامت کو
نئی سر سی حر بروزِ فتنہ نیش آئی دنیا مین | تو بدلون بختِ دشمن سی الٰہی اپنی قسمت کو
وفا کا ذکر کرتا ہی مری آگی اگر کوئی | تو کس کس یاس سی مین دیکھتا ہون اوسکی صورت کو

نگہ پڑتی ہی نواب اوس پری پر ہو گئی حیران
بڑی دعوی سی حضرت آج آتی تھی شکایت کو

٩٧

تجھسی دمِ عتاب وہ کیا ہمکلام ہو
جسکا ذرا سی تیوری بدلنی مین کام ہو

دنیا جو میری واسطی دار السلام ہو
جب بھی نہ مجھسی توبہ شربِ مدام ہو

جو چاہی زخمِ دل کا مری التیام ہو
اوس چارہ گر کا کام الٰہی تمام ہو

یہ بھی نیا ستم ہی کہ عشاقِ نیمجان
بسمل تو ہون ادا سی محبت کا نام ہو

لوگونکو ہی ازل سی قیامت مین قیل و قال
تم آو ناز سے تو یہ جھگڑا تمام ہو

لذت اوٹھائی ہجر مین ایسی کہ ہی دعا
تا صبحِ حشر بھی نہ جدائی کی شام ہو

واعظ بیان کرتا ہی حورونکی گرمیان
ایسی مین سیر ہو جو وہ گرمِ خرام ہو

اللہ جان اپنی تقاضی سے کیا بچی
جب روز اودھر سی اک نئی دلکا پیام ہو

دلکی دھڑکنی کی تو دوا تونی کی طبیب
دردِ جگر کی بھی تو ذرا روک تھام ہو

مجمع جہان ہتونکا ہو محشر مین یا خدا
میری بھی حسرتونکا وہین ازدحام ہو

جب آی شدّتونکا تجہی لطف محتسب
جسوقت اوسکی دست بلورین مین جام ہو

ایوب کو بھی رشک ہو وہ صبر مین کرون
جور و جفا کا تمکو اگر التزام ہو

نواب جانتی ہو قیامت کی شب جسے
ایسا نہو کہ وہ بھی جدائی کی شام ہو

٩٨

گر دل مین اپنی طاقت ضبطِ فغان نہو
عالم مین کچہ زمین سی تا آسمان نہو

ہر بات مین نکلتی ہین پہلو نئی نئی
سوچو کس طرح کوئی پھر بدگمان نہو

ہو قصرِ خلد بھی تو نہین قابلِ پسند
جس گھر مین دردِ دلسی کوئی نوحہ خوان نہو

کس چین سی پڑی ہین رہِ بت مین ایخدا
ہو حشر ساری خلق مین لیکن یہان نہو

الفت کی کیسی کیسی مین دعوی کیا کرون		در پی جو امتحان کی وہ بدگمان نہو

نواب رنج اوٹھای بہت اسکی دوری مین
اب چلیی اوس جگہ کہ جہان آسمان نہو

نہ کیون سجدی کرون مین اپنی طالع کی رسائی کو	٩٩	کہ وہ بھی یاد کرکی روتی ہین میری جدائی کو
وہ ترک خانہ جنگ آتا ہی میری صفائی کو		ذرا ای سخت جانی روک لینا میری آئی کو
چھپاؤ شوق سی تم راز الفت کچھ نہین پروا		خبر کر دینگی دو نالی مری ساری خدائی کو
اگر منظور ہو خون دو عالم ایک غمزی مین		ہلا دینا ذرا تم ناز سے دست حنائی کو
غضب ہی پاون رکھین اوسپر اعدا اتدن یاب		بنا ہو آستانہ جو ازل سی جبہہ سائی کو
کدورت غیر سی ہوتی ہی تو مجھکو مناتی ہو		بس اب رہنی دو تم اپنی لیی اپنی صفائی کو

مٹا دی تو الہی نام تک بھی سخت جانی کا
نہو تکلیف وقتِ ذبح تا اوسکی کلائی کو

شبِ فرقت تڑپ کر جان بھی دونگا تو کیا ہوگا
لگین گی چار چاند اس بات سی کیا آشنائی کو

وفا پر تو ہماری اک زمانہ نام رکھتا ہی
نہین کہتا کوئی کچہ ہای اوسکی بیوفائی کو

مٹائی یاس نی افسوس آج امیدواری بھی
گئی تھی اوسکی در پر خوب قسمت آزمائی کو

جوانی ہو چکی نواب آیا وقت پیری کا
خدا سی ڈر کی اب بھی ترک کر زہد ریائی کو

۱۰۰
غرض کیا ہی کیون ساری محفل کو دیکھو
تمہین دل کا لینا ہی تو دل کو دیکھو

نہین دیتی گر جو نبہا تو ادا سے
کوئی آن تو اپنے بسمل کو دیکھو

مجھی دیکھتی ہو عبث چارہ سازو
ذرا میری آنکھون سی قاتل کو دیکھو

نہین دیکھتی اوسکو گر خوف سی تم | تو حسرت سی پھر اوسکی بسمل کو دیکھو

تباہی کو مجنون کی کیا دیکھتے ہو | ذرا جا کی لیلی کی محمل کو دیکھو

جو بھیجا ہی قاصد تو نواب برسون
اوٹھو اور رو رو کی منزل کو دیکھو

۱۰۱

تجھی بھی تو بھلا دریافت کچہ حالِ ستمگر ہو | الٰہی ہاتہ مین اوسکی قیامت مین بھی خنجر ہو

صفا سی مین بناؤن آئنہ دل کو کہ وصلت مین | دمِ شرم و حیا میری بغل مین تیرا ہمسر ہو

رہا ہو جو فقط دل کی تڑپ سی عمر بھر بسمل | بھلا پھر زیرِ خنجر چین اوسکو ہو تو کیونکر ہو

ہوا ہی وصل کا وعدہ جو فردای قیامت کو | تو فرقت کی لیی بھی ایکدن ظالم مقرر ہو

تماشا ہی کہ سہوِ کلکِ قدرت و خلقت کی | کسیکا گیسو پیچان نہو میرا مقدر ہو

بُرا ہی حال بیمارِ الم کا دردِ فرقت سے
الٰہی یہ بھی اچھا ہی کہین اس شی نہ بدتر ہو

جفائین بےحساب اور اتنی سی مہلت یہ کیا ہوگا
تظلم کی لیی میری خدایا روزِ محشر ہو

اگر آہِ رسا کا کچھ بھی نامی مین لکھون مضمون
تو فرقِ عرش پر سایہ فگن بالِ کبوتر ہو

قیامت آی لاکھون مرتبہ دنیا مین تو شاید
زمانی کی نظر مین تیری قامت کی برابر ہو

جو کہتا ہون کہ جینا منحصر ہی وصل پر تیرا
تو کیسی ناز سی کہتی ہین پھر یہ یو تو کیو کر ہو

مزہ کیا ہی قدح نوشی کا ای نواب گھر بیٹھی
یہ کارِ خیر مسجد مین کبھی بالای منبر ہو

ردیفِ ہای ہوز

١٠٢

آجای گا وہ بت جو مری نالہ کی ساتہ
چہلین کرونگا مین بھی قضا و قدر کی ساتہ

کچہ کم نہین ہی نوکِ مژہ زخم کی لیی / دلکو عبث ہی لاگ سرِ نیشتر کی ساتہ

روتی ہی روتی ہجر مین راتین بسر ہوئین / دم کیون نکلگیا نہ فغانِ سحر کی ساتہ

ایسی ہی خون فشان ہین یہ آنکھین تو ایکدن / نکلین گی دلکی ٹکڑی بھی لختِ جگر کی ساتہ

کیا جانی نامہ برنی مری مجھسی کیا کہا / پہلو مین دل اوچہلنی لگا کیون خبر کی ساتہ

مین تو ہزار بار کہون اپنی دلکا حال / لیکن رقیب رہتی ہین اوس فتنہ گر کی ساتہ

شوخی نگاہِ ناز کی کم تھی جو ای فلک / لاکھون بلائین لپٹی ہین اوسکی نظر کی ساتہ

فرقت کی شب ہجومِ خموشی سی ہمدمو / معدوم ہوگئی تھی دعا بھی اثر کی ساتہ

نواب عشق دشمنِ جانِ حزین تو ہی / پر کیا کرون کہ دل بھی ہی آخر بشر کی ساتہ

افسوس راتدن ہی یہ رنج ومحن کی ساتھ / گردشمین ہی نصیب بھی چرخ کہن کی ساتھ

نقصان تھا نہ تیری خدائی مین ای خدا / ملتا جو رحم کچھ بھی تو ن کو پھبن کی ساتھ

لی بھاگین وحشتین نہ کہین میری لاش کو / پہنا و بیڑیان بھی عزیزو کفن کی ساتھ

مشاطہ شانہ دیکھکی کرنا کہ زلف مین / وابستہ سیکڑونکی ہین دل ہر شکن کی ساتھ

دن حشر کا ہوا تو گواہی کے واسطی / لائی جہان کو مری بیت الحزن کی ساتھ

وحدت پسند تھی جو خدا کو تو اسلیے / کی محو اوس صنم کی کمر بھی دہن کی ساتھ

باتین تو مجھسی کرتی تھی وہ پر رقیب سی / کیا کیا اشاری بوسونکی تھی ہر سخن کی ساتھ

میری ہی دل مین غیر کی دلسی رہیگا خوش / پیکان کو تیری ربط ہی زخم کہن کی ساتھ

شیرین کی حسرتین تو عدم مین ہین غمگسار / مانا کہ اور کوئی نہین کوہکن کی ساتھ

کیونکر نہ پاؤن کھونمین سپر کہ آج تو — پہنچی ہین بیڑیان بھی کسینی رسن کی ساتھ

آئی خزان تو کیون نہین گلشن مین چہپے — کیا اوڑگئی ہزار بھی رنگِ چمن کی ساتھ

اس سی نہین ہی بحث کہ دشمن ہی ہی وہان — مجکو فقط ہی انس تری انجمن کی ساتھ

نواب عاشقونمین ہی کس نوک کا جوان — جاتا تھا قتلگاہ مین بھی بانکپن کی ساتھ

۱۰۴

دل اور تڑپتا ہی توہم سی زیادہ — ہوتا ہی مجھی صدمہ ترحم سی زیادہ

اوس وقت کرون سجدۂ سرطور کہ دیکھون — شوخی مین تجلی کو تبسم سے زیادہ

سرخی مین سر انگشت ہی یاقوت سے بڑھکر — نرمی مین کفِ دست ہی قاقم سی زیادہ

آجای جو ایک آن کو وہ شوخ عزا مین — ہوجای سوم بھی مجھی چہلم سی زیادہ

باتین نکرو اوس سی مری نزع مین مجکو — چپ رہنا ہی اوسکا ہی تکلم سی زیادہ

ہنسنا وہ تمہارا ہی کہ اغیار مین بھی ہی — رونا وہ مرا ہی جو ہی قلزم سی زیادہ ق

اب تم ہی بتاؤ تمہین خالق کی قسم ہی — تم مجہسی زیادہ ہو کہ مین تم سے زیادہ

ایسا ہون تنک حوصلہ فرقتمین کہ ساقی — اِک جام بہی مجکو ہی کہین خم سی زیادہ

فریاد نکر داورِ محشر سے کہ نواب
ہی لطف خموشی مین تظلم سی زیادہ

١٠٥

پہلی تو میری چشمِ ترکو دیکھ — پھر ذرا اپنی بھی نظر کو دیکھ

پوچھتا کیون ہی مشہدِ عشاق — اپنی کوچی کو اپنی در کو دیکھ

پڑگیا رعشہ دستِ قاتل مین — اضطرابِ دل و جگر کو دیکھ

خانہ ویرانیونکی سیر اگر	دیکھنا ہو تو میری گھر کو دیکھ
ضعف پر میری ہنس نہ او کافر	اک ذرا اپنی بھی کمر کو دیکھ
تجکو غرہ بہت ہی روزِ جزا	آگی اک دن مری سحر کو دیکھ

تو تو اک آہ سی ہوا بیچین
ہای نواب کی جگر کو دیکھ

ردیف یای تحتانی

۱۰۶

خدا کا سامنا ہی پرسشِ جرمِ محبت ہی	اداسی اس گھڑی بھی تم نہ آؤ تو قیامت ہی
کچھ اندوہِ جدائی اور کچھ وصلت کی حسرت ہی	خدا حافظ ہی نواب آج پہلا روزِ فرقت ہی
لکھا ہی خونِ دل سی لوح پر جبریل نی جو کچھ	تری کشتی کا ای ظالم وہ مضمونِ وصیت ہی

جو روٹھو تو مناتی ہین نجاؤن تو بلاتی ہین
اگر ڈھب پر نہین آتی ہین یہ کیسی مصیبت ہے

وہ شکلین پیار ہین ہوون جنسی میری بن پڑی صاحب
چڑاتی کیون ہو منہ یہ تو بگڑ جانیکی صورت ہے

ہوی بیچین ایسی میری مرقد پر کہ بول اوٹھے
ذرا پوچھو تو یہ کس کشتہ حسرت کی تربت ہے

نہ کیون زخمونکو چھیڑین ناخنونسی ہم دمِ بسمل
ابھی تو موتسی ای جان گہر بھر دم کی مہلت ہے

نہین ہی قدر تمکو پر وہ دل ہی مری پہلو مین
کہ جسکا دیکھہ لینا عاشقونکو اک زیارت ہے

ملی گر خالقِ ہستی مجھی تو اوس سی مین پوچھون
کہ چاہت سی بھی بڑھکر کوئی دنیا مین مصیبت ہے

نہ عاشق ہوتی نواب اوس پری پر تو یہ کچھ ہوتا
جو دل خود دیکے پھر بخت بد کی کیون شکایت ہے

شب ہجران اگر آخر ہوئی تو روزِ فرقت ہے
١٠٧
غرض چاہت مین تیری رات دن مجھپر مصیبت ہے

نہ آؤ بس مین میری تم نہ آؤ کچھ نہین پروا | اگر قابو نہین تم پر مجھی دل پر تو قدرت ہے

دمِ غیظ و غضب ناصح ذرا تو ہی اوسی سمجھا | جواب اوس تندخو کو دون بھلا میری یہ طاقت ہے

سناہی کر پر میری وہ رہجاتی ہین چپ ہو کر | بُرا تو کچھ نہین کہتی چلو یہ بھی غنیمت ہے

عدم مین کیا خطا سرزد ہوئی جسکی عوض یا رب | ازل سی آجتک دنیا مین مجھپر روز آفت ہے

ذرا سی بات پر مرجاتی ہین دم بھر مین حسرت سے | سمجھ کہو اسی تم عاشقونکی یہ بھی عادت ہے

تصور بندھ گیا کیا زاہدونکو تیری قامت کا | جو ہر دم مسجدونمین شور تکبیر و اقامت ہے

بلائین ہجر کی ہر دم اوسی پر آتی ہین یا رب | شبِ وصل صنم کی جسکو اک مدت سی حسرت ہے

تڑپ سی اسکی عالم ہو گیا ہی درہم و برہم
تری پہلو مین ای نواب دل ہی قیامت ہے

۱۰۸

گجر بجتا ہی شب ہوی آخر اب وقت رخصت ہے
صدا مرغ سحر کی مجکو بانگ کوس رحلت ہے

گئی وہ دن کہ جمگھٹ رہتی تھی ہر وقت پر یونکی
ہجوم بیکسی سی اب تو ہم ہین اور فرقت ہے

مست اونکی اوٹی ہی اسواسطی لب پر دم بسمل
بظاہر تو نہین ہی دلمین پر شوق شہادت ہے

دکھا کر آینہ مجکو وہ کہتی ہین ظرافت ہے
اسی منہ پر تمہین کیا خوب دعوای محبت ہے

برا ہوتا ہی جو خط محو کر دیتی ہین سب اوسکو
مٹائی سی نہین مٹتا وہ میرا نقش قسمت ہے

ترا نقشہ ازل مین جسنی دیکھا وہ پکار اوٹھا
یہ آفت ہی یہ آفت ہی یہ آفت ہی یہ آفت ہے

اگر نامہ ہو تو دینی مین اوسکی خوف ہو تجکو
فقط اک بات کہدینی مین قاصد کیا قباحت ہے

یہ کس کافر نی ٹھوکر سی مجھی زندہ کیا آکر
کہ عیسی کو بھی جسکی دیکھنی سی اک خجالت ہے

بھلا نواب حال دل کہون کسطرح مین اونسی

وہان تو سیدہی ہاتو نہین ہی درم اکثر اے ہے

۱۰۹ ملی کی سیلِ خونِ عرشِ برین سے — ٹپکتا ہی یہ میری آستین سے

نزاکت گر یہی ہی تو فرشتی — اوتر جائینگی دوشِ نازنین سے

لیی جاتا ہی پھر اوس بزم مین شوق — ابھی مین اوٹھکی آیا ہون وہین سے

نہین ہی خلد مین تو دل لگی گو — ترا غم لیتی جائینگی یہین سے

الٰہی ایسی بھی دنیا مین ہونگی — پسینا جنکا وہ پوچھی جبین سے

نہین ہم قابلِ الفت تو شاید — ملایک آئینگی عرشِ برین سے

گئی وہ غیر کی گھر ہمنشینو — قیامت کو بلا لاؤ کہین سے

رہا غش وصل مین خوشبو سی اسکی — مجھی شکوہ ہی زلفِ عنبرین سے

یہ کیسی موت ہی جو حضرت عیسے سے — خجل ہین میری وقتِ واپسین سے
نہین ہی غیر تو ضد سی ہماری — وہ ہنستی ہین ہماری ہمنشین سے
یہ کون آیا کہ جسکی بیٹھتی ہی — اوٹھی ہین سیکڑون فتنی کمین سے
قیامت ہی تری صدقی مصیبت — مجھی کو مانگ رب العالمین سے
تمہین دیکھا ہی جبسی غیر کی سات — بڑھا ہی وہم کا رتبہ یقین سے
کھلا جاتا ہی رازِ وصلِ دشمن — تری اس شرم آلودہ نہین سے
نصیبونکی خرابی عشق مین ہے — عیان ہی یہ تری چین جبین سے
ہماری خاک جبن تربت مین ہوگی — محبت ہوگی پیدا اوس زمین سے
غضب حسرت بھری ہی اسمین ظالم — ذرا بچنا نگاہِ واپسین سے

نہین اسکو لحاظِ دشمن و دوست
حذر کر تو بھی آہِ آتشین سے

ہمین کو قتل کرنا مسکرا کر
پھر اولٹا اوسکا شکوہ بھی ہمین سے

وہی ہی آہ میری جو فلک پر
بڑہی ہی دو قدم روح الامین سے

نہ نکلا دم دمِ بسمل تو نواب
ہوئی دل کو تسلی آفرین سے

١١٠

تم عبث پوچھتی ہو مجھسی حقیقت میری
سب مرا حال کہی دیتی ہی صورت میری

موت کرتی ہی شبِ ہجر عیادت میری
دور پر پہنچی ہی تری عشق مین شہرت میری

اشک کیونکر نہ کرین روز زیارت میری
کہ پسند آئی مری یار کو رقت میری

تا نہ مغرور ہو نہین تذکرہ اپنا سنکر
غیر سی بھی نہین کرتی وہ شکایت میری

مختصر بات کو کیون دیتی ہو تم اتنا طول
نہین کچہ زلف سی بڑہکر شب فرقت میری

ابہی کچہ قدر نہین اسکی مگر میرے بعد
یاد آئی گی بہت تمکو محبت میری

تم نہ آوگی تو کیا کوئی نہ پوچہیگا مجہی
خاک اوڑانی کی لیی آی گی وحشت میری

مجہسی نفرت ہی تمہین یہ تو بڑی بات نہین
چاہتا ہون مین تمہین واہ ری ہمت میری

تم مری غیر کی جہگڑی مین عبث بول اوٹہی
دیکہ لی ہوتی ذرا آج شرارت میری

بی نیازی کا ہی احسان کہ اب سو بار آ
بی سبب ہوتی ہی ہر روز عیادت میری

یہ نیا ظلم ہی الفت کا چکہاتی ہین مزہ
جبکہ ہو جاتی ہی غم کہانی کی عادت میری

ہونگی آنکہین تو مری وصل مین مجہود مدام
اوسگہڑی کونسا گہر ڈہونڈہیگی رقت میری

جیتی جی بات نپوچہی کبہی اب میری بعد
پوچہتی پہرتی ہین ہر ایک سی تربت میری

غیر کی دلمین بھی ظالم کبھی جا رہتا ہی　　ہای غم بھی نہین کرتا ہی رفاقت میری
کس خفاجو کا ہی یہ ظلم کہ اک عالم کو　　لاکہ عیشون سی پسند آئی مصیبت میری
مرضِ عشق مین ایسا تو نتھا حال کبھی　　بی طرح بگڑی ہی اِن روزون طبیعت میری
گھر مین آئی بھی مری تو نہ مجھی پہچانا　　ہای کیون بدلی او نہین دیکھی گی رنگت میری
تم مخاطب نہوا غیار سی مطلب تو یہ ہی　　بزم مین مجھسی کیی جاو شکایت میری

جان کر مجکو خفا لپٹی وہ مجھسی نواب
آج مشاطہ بنی وصل مین حیرت میری

۱۱۱

ہماری حال کی اونکو اگر خبر ہوتی　　تو رنج مین بھی عجب عیش سی بسر ہوتی
نہین ہی رات جدائی کی حشر کا دن ہی　　جو ہوتی شب تو کبھی اسکی بھی سحر ہوتی

عدم کی شکل بناتا اگر یہان صانع — تو ہوتی صبر مرا یا تری کمر ہوتی

امیدِ وصل مین دو چار دن گذر جاتی — بنائی کوئی تو بات ایسی نامہ بر ہوتی

مزی کی وصل مین کوئی تو بات ہاتہ آتی — دہن نتہا تو تری جسم مین کمر ہوتی

نظر لگی ہی عدو کی وصال کو ای کاش — ہماری شومی تقدیر پر نظر ہوتی

سمجھتی ہم رگِ جان نیشتر کو ای نواب
خلش جو اسکی کبھی تا دل و جگر ہوتی

اِی پری دی تو ذرا ناز سی اِک جام مجھے — ۱۱۲ — کہ سمجھتی ہین بہت نیک می آشام مجھے

ڈگمگاتا ہی قدم نشۂ می مین زاہد — ایسی مستی مین ذرا بھر خدا تھام مجھے

کہتی ہو جا و رقیبونکی یہان سوجہ جو تو — کام ہی تمسی کسی اور سی کیا کام مجھے

کونسی دن غمِ فرقت سی جدائی ہوگی
ہجر مین فکر یہی ہی سحر و شام مجھے

یہی اندیشہ ہی اب کون مریگا تجھپر
مرگئی پر بھی نہین گور مین آرام مجھے

رشک سی جان بھی دی مرگ عدو پر مینی
دیکھون اب دیتی ہین وہ کونسا الزام مجھے

حشر مین بھی یہی خالق سی دعا مانگونگا
خلد زاہد کو ملی بادۂ گلفام مجھے

شہرۂ حسن بڑہیگا جو یہان شوق بڑہا
کیون نہین بھیجتی ہو نامۂ و پیغام مجھے

طالعِ خفتہ کو سو بار جگاؤن تو اب
چین لینی دی اگر گردشِ ایام مجھے

١١٣
بوالہوس کہتی ہین گاہی کبھی خودکام مجھے
الغرض کرتی ہین ہر طرح وہ بدنام مجھے

لاکھون ہجر انکی شب و روز دکھائی گردون
وصل کی بھی تو دکھادی سحر و شام مجھے

دل دیا تھا او نہین اب اوسکی عوض مین ہمکو
گالیان دیتی ہین ملتا ہی یہ انعام مجھے

آجتک میری طعنو نسی نہ پی تھی واعظ
اوسنی منگوائی ہی پی اتنو بہلا تہام مجھے

کیسی کیسی تری وصلت مین مزی لوٹون مین
زن رہنی دی اگر لذتِ دشنام مجھے

مین بھی پی لونگا جو جھوٹی مری پی کی ہی شراب
دی ہی دینگی وہ کبھی بوسہ بہ پیغام مجھے

تیری کوچی سی لیی جاتی ہین میرا تابوت
دیکہ لی تو بھی ذرا آکی لبِ بام مجھے

تمتو آغاز مین نواب بہت خوش ہو مگر
بد نظر آتا ہی اس عشق کا انجام مجھے

١١٢
منظور ہو کبھی جو مرا امتحان تجھے
وہ رنگ لاون جسکا نہو کچھ گمان تجھے

لی نامہ نامہ بر مگر انصاف کر ذرا
کیونکر بتاون رشک سی اوسکا نشان تجھے

فرقت مین کچھ پتا نہین ملتا ہی صبح کا — کیا ہو گیا ہی آجکی شب آسمان تجھے

دل مین تو غم ہی اور جگہ احتمالِ غیر — تو ہی بتا کہ ڈھونڈھنی جاؤن کہان تجھے

اوٹھی نہ حشر تک کبھی اوس رہگذر سی ہم — مستِ خرام ناز سی دیکھا جہان تجھے

رسوائیو نکا خوف ہی در پر تو گھر مین غیر — مین اپنا حالِ زار سناؤن کہان تجھے

بدلا تری ستم کا یہان تو نہین ہی کچھ — معلوم ہوگا اسکا نتیجہ وہان تجھے

آئی خدا کی گھر سی بھی ناکامیون کی ساتھ — در پر مین کسکی بھیجون بہلا اب فغان تجھے

اول تری جفا سی ہی حناک ہو گئی — جو لوگ جانتی تہی بہت مہربان تجھے

تعریف کر کی شرم و حیا کی شب وصال — مینی بنا دیا ہی ترا پاسبان تجھے

روتا ہون مین تو ہنستی ہین چپ ہون تو کہتی ہین — کسنی سکھا دیا ہی یہ ضبطِ فغان تجھے

بلبل کو عشقِ گل مین پریشان دیکھکر
آیا ہی رحم بھی کبھی ای باغبان تجھے

ایدل یہ کیا ہوا کہ وہ کرتا نہین جفا
دو دن کا جانتا ہی مگر مہمان تجھے

نواب کی تو حال سی واقف نہین مگر
مدت سی چاہتا ہی کوئی میریجان تجھے

۱۱۵ افشان چمک کی زلفِ دوتاہی مین رہگئی
کچھ روشنی سی ہوکی سیاہی مین رہگئی

سمجھونگا تجھسی روزِ قیامت مین انحیوان
گر کوئی بات میری تباہی مین رہگئی

آئین ہزارہا شبِ ہجران مین آفتین
پر صبح اوسکی علمِ الہی مین رہگئی

افسوس روزِ حشر ہوا او سگھڑی تمام
جب تھوڑی دیر میری گواہی مین رہگئی

آہی چکی تھی اوسکی ادا سی بلا مگر
کچھ شرم کھا کی شوخ نگاہی مین رہگئی

نواب اپنی دلکو مین کیونکر نکالتا
کنگھی اولجه کی زلفِ رسا ہی مین رہگئی

کیا ہی اشک کو پیدا جو چشمِ تر کی لیی — ١١٦ — تو دی اجازت الٰہی ذرا اثر کی لیی
شبِ فراق مین انصاف تو ہی کر اے چرخ — دعائین کوئی کہانتک کری سحر کی لیی
تری گلی مین عدو نی جو ہاتہ ڈالی ہین — دہڑک رہا ہی مرا دل تری کمر کی لیی
یہ سوچ کر کہ ان آنکھونسی دیکھا ہوگا اوسی — لی جو بوسی بھی تو چشمِ نامہ بر کی لیی
دلِ مریض تجھی مرگ تو مبارک ہو — کہ اوسنی غیر کو بہیجا تری خبر کی لیی
تمہین خدا کی قسم ہی مرا ہی دل لینا — جو احتیاج ہو تعویذ کی نظر کی لیی
عدم کو غم ہی ترا ساتہ لیتی جائیگی — کہ زادِ راہ بھی کچہ چاہیی سفر کی لیی

خدا سی کوئی یہ پوچھی کہ ماورای فراق
بنا ہی وصل صنم بھی کسی بشر کی لیی

نہین کچھ اور سبب اضطراب کا صیاد
تڑپ ہی دلکو فقط نوکِ نیشتر کی لیی

دیا ہی عشقِ بتان عاشقونکو گریارب
ذرا سا ضبط بھی دی آہِ بی اثر کی لیی

جفا سی تیری یہ عالم تو بنگیا مدفن
زمین کوئی نئی ڈھونڈھ رہگذر کی لیی

خدا ہی جانی یہ کیا بھید ہی کہ عالم مین
خرامِ ناز ہی تجھسی ہی فتنہ گر کی لیی

یہ کسکا زخم ہی یارب کہ مینی مرتی وقت
تڑپ کی سیکڑون بوسی دل و جگر کی لیی

اجل سی کہہ دو خبر لی کہ آج دشمن کو
سنا ہی بھیجتی ہین وہ مری خبر کی لیی

پھڑک گیا مین کہ عین نماز مین نواب
عجب مزی سی قدم تونی نازنہ کی لیی

١١٧

غیر پر جب سی مہربانی ہی　　مجکو دشوار زندگانی ہی

مر کی دنیا مین بی نشان ہونا　　عشق کی یہ بھی اک نشانی ہی

ہی دہان خوابِ ناز اور یہان　　وہی غم ہی وہی کہانی ہی

رشک سی تو بچی بلا سی اگر　　درد کو دل کی پاسبانی ہی

کسکو خواہش ہو حور و غلمان کی　　غم ترا ابتو یارِ جانی ہی

مر گیا جو وہ غمسی چھوٹ گیا　　موت بھی عیشِ جاودانی ہی

میری تربت کو دیکھکر بولی　　یہ بھی اپنی ہی اک نشانی ہی

کون پوچھی گا ہمکو پیری مین　　گر یہی رنگِ نوجوانی ہی

غیر سی ربط ہی مری ضد سی　　یہ نئی طرزِ مہربانی ہی

مرتی ہی موت تیری کشتو نپر | اس لیے رنج زندگانی ہی
آینہ دیکھکر بنی تصویر | پر وہی اب بھی لن ترانی ہی
ہم کہان صدمۂ فراق کہان | یہ بھی اک امرِ ناگہانی ہی
رکھ لون سر پر کہ پای وحشت نی | اوسکی کوچی کی خاک چھانی ہی

کسکو چاہون بھلا مین ای نواب
کون دنیا مین اوسکا ثانی ہی

۱۱۸
عشق مین کسکی یہ رسوائی ہی | جسکی اک خلق تماشائی ہی
بس کی پہولونمین جو آج آئی ہی | کسکا پیغام صبا لائی ہی
ایسی حورونکو ہمین سی ہی سلام | جنکا واعظ بھی تمنائی ہی

منہ نہ پردی مین چھپاؤ ہمسی — اسمین سو طرح کی رسوائی ہی

تو ہی آجا مری گھر مین ای موت — آج کی شب شبِ تنہائی ہی

صورت آئینہ ہمسی اونسی — دیکھ لینی کی شناسائی ہی

موت کی فکر یہان اور وہان — اوسکو دعوای مسیحائی ہی

جانکر مجکو بنی ہین نادان — یہ بھی اک طرح کی دانائی ہی

دوست بنتی نہین دشمن ہی ہنوز — اسمین تو کچھ نہین رسوائی ہی

دل چھپائینگی عدم مین کہ یہان — ہر جگہ وہ بتِ ہرجائی ہی

تم نہ سیکھو مری وحشت کی چلن — اسمین تو مجکو ہی یکتائی ہی

الغیاث ای ستم یار کہ پھر — دل کو دعوای شکیبائی ہی

نہ قسم کھا مری سر کی کہ یہان	بدنصیبی نے قسم کھائی ہی
ہو چکا صبر ہماری دل کو	گر بھی آپ کی رعنائی ہی

جسکو کہتا ہی زمانہ نواب
وہ بھی اک آپکا شیدائی ہی

۱۱۹

سینی مین داغ خارِ رگِ جان مین رکھ لیی	چن چن کی سب مزی دلِ سوزاں مین رکھ لیی
بلبل چمن مین روئی تو اوسنی مزا ہی	تھوڑی سی پھول توڑ کی داماں مین رکھ لیی
دامن پھٹا جو کانٹونسی تو دستِ شوق نی	جو تار بچ رہی وہ گریبان مین رکھ لیی
اب کون اوٹھای ظلم کہ تو نی ستم شعار	عالم کی دل تو زلفِ پریشان مین رکھ لیی
لاتا تھا تیری پاس فرشتون نی حشر مین	اعمال میری جبین کی میزان مین رکھ لیی

تسکین دل کو جب نہوئی خم سی تو پھر
تو چین کر رقیب کہ مینی فراق مین

نشتر کی ٹکڑی سینی نمکدان مین کیی
ارمان ساری خاطر ویران مین کیی

گر کچہ مزہ نہین ہی تو نواب تمنی کیون
دنیا کی درد سینہ سوزان مین کیی

کچہ نہین اب صرف حسرت رہگئی
یہ بھی اک تیری بدولت رہگئی

مٹگئی ہم راہ مین اوسکی مگر
ٹھوکرین کہانی کو تربت رہگئی

غم یہ کسکا ہی کہ بعد مرگ بھی
دل مین غم کہانی کی حسرت رہگئی

سب نی پایا سب اک میری لیی
ساری عالم کی مصیبت رہگئی

ایسی لذت سی تڑپ کر جان دی
جسکی دنیا مین حکایت رہگئی

مل کر اون سی اور سب شکوی گئی
اک نہ ملنی کی شکایت رہگئی

آتی آتی پھر گیا مسجد سی وہ
واعظونکی آج عزت رہگئی

میری ناکامی کو روزِ وصل کھوئین
جسمِ نازک مین نزاکت رہگئی

جان کو رو ونگا تیری اے فلک
ہجر مین گر کوئی آفت رہگئی

پند واعظ آپکی سننی تہی
ہمسی بھی حضرت سلامت رہگئی

وصل کی شب کچھ نہین باقی رہا
رہگئی تو صرف حیرت رہگئی

خاک تھی پہلی ہی سی نواب ہم
اوسکی دل مین کیون کدورت رہگئی

شبِ فرقتمین تھی یہ تاریکی ۱۲۱ شکل سوجھی نہ رستگاری کی

بات کر نزع مین کہ رہ جائی | بات دنیا مین غمگساری کی
وہ بگڑ کر اوٹھا جو پہلو سی | بن پڑی خوب بیقراری کی
عشق ظاہر ہی کر چکا تھا دل | تیری زلفون نی رازداری کی
ہونگی ای مرگ تجھسی روزِ حساب | پرسشین میری دم شماری کی
بوسی کی بدلی دیتی ہین دشنام | یہ سزا ہی امیدواری کی
خاکِ دشمن کی واسطی ہمنی | آنکھونسی سیلِ اشک جاری کی
صبح تک ہمنی اوسکی دہوکی مین | غیر کی ساتہ بادہ خواری کی
جان نکلی مگر نہ نکلی حیف | کوئی تدبیر رستگاری کی
روتی ہو کیون کہ میری ماتم مین | طرز ہی اور سوگواری کی

چوٹین گہری پڑین مگر نہ گئین	حسرتین دلسی زخمِ کاری کی
مرگیا مین تو میری تربت پر	خوب حسرت نی اشکباری کی
دشمنونسی بھی دشمنی نکری	ہی یہی شرط دوستداری کی
اوسکی غمزون نی ایک بھی نہ سنی	ہمنی ہرچند آہ وزاری کی
زخمِ دل کی مری فرشتون نی	نوکِ مژگان سی بخیہ کاری کی
رونی پر ہمکو تھا بہت تکیہ	اوسنی بھی کچہ نہ سازگاری کی
مرکی اوٹھی نہ تیری کوچی سی	خاک ہوکر بھی خاکساری کی
پھر گئی مردنی مگر افسوس	شکل بدلی نہ شرمساری کی

مست بنکر گلی کی نواب

خوب ہی تمنی ہوشیاری کی

١٢٢ کیون یہ ہر وقت جان کھوتی ہی — وہی ہوگا جو کچھ کہ ہونا ہے

بوسہ دینا کفِ حنائی پر — خون مین اپنی ہاتہ دہونا ہے

پہلی روتی تھی جان کو لیکن — ابتو آنکھون کا اپنی رونا ہے

جاگ لی زندگی مین جی بھر کر — آخر اک دن تو خوب سونا ہے

خاک و خون مین پڑی ہین ہم سرِ راہ — اب یہی اوڑہنا بچھونا ہے

بولی وہ میری شعر پر نواب

کوئی جادو ہی یہ کہ ٹونا ہے

١٢٣ نادان بنی بیٹھی ہین پہلو مین تمہاری — آہی گئی اغیار بھی قابو مین تمہاری

دل لینی مین یہ بوالہوسی چو تو دل مین
ہمشکل اسی دل کا ہی پہلو مین تمہاری

مضمون نہین یہ مری طالع کا تو پھر کیون
بل پڑ گئی ہین سیکڑون گیسو مین تمہاری

کیا چال خدا جانی چلی تم جو ازل مین
سب فتنی چھپی گوشۂ ابرو مین تمہاری

سر رکھتی ہی آ جای اجل کو بھی شکر خواب
نرمی وہ قیامت کی ہی زانو مین تمہاری

کہا لینگی شبِ وصل رکاوٹ کی ادا
ہیری کی کنی وہ جو ہی جگنو مین تمہاری

ساغر جو نہین تو نہو شیشہ تو اوٹھا لو
پی لونگا شراب آج مین چلو مین تمہاری

بسمل کی تڑپ پر نہین الزام ذرا بھی
طاقت نہین خود ساعد و بازو مین تمہاری

کیا جانین لہو دل کہ جگر کا ہی یہ آب
سرخی کا ہی ڈورا مگر آنسو مین تمہاری

۱۲۴

ارمان لیی جاتی ہین ہم تیری گلی سی	تا بہلی ذرا دل غمِ فرقت مین اسی سی
مشکل تو مجہی ہوگئی اغیار مین محکو	عاشق ہین مری کہدیا تمنی تو ہنسی سی
رگ رگ سی مری جان بہی نکلی تو نہ نکلی	پیکان ترا صورتِ ارمان مری جی سی
بیوجہ یہ ہر دم کرم و لطف ہین جس پر	ہر روز کی ہو رنجشِ بیجا بہی اوسی سی
گالی ہی رہی میری لیی دل مین امانت	غمزی تو کیا کرتی ہو تم روز سبہی سی
بسمل جو یہان ہین تو وہان زندۂ جاوید	کیا خلد کو نسبت ہی بہلا تیری گلی سی
دیکھا سرِ پستان کو تو پہتی نئی سوجہی	سوسن ہوی پیدا یہ چنبیلی کی کلی سی
مین کیا ہون زمانی کا بگڑ جای گا نقشہ	امید تہی پہلی ہی تری فتنہ گری سی
قوت رہیگی ہاتہ مین کبتک کہ الٰہی	ٹکڑی ہوی دل کی تو مری سینہ زنی سی

کیا کوئی رفاقت کری میری یہان تو
گھبراتا ہی دل تک بھی مری ہمنفسی سی

کیونکر نہ شکایت ہو مجھی دل سی کہ اسنی
حسرت کا کیا خون شہادت طلبی سی

جو تشنۂ دیدار ہین اوس شوخ کی یا رب
پھڑکین لبِ کوثر نہ وہ کیون تشنہ لبی سی

ہوتا نہ حیا پر شبِ وصل اونکو بھروسا
واقف وہ اگر ہوتی مری بی ادبی سی

تم قتل کو آج آئی ہو جسدن سی خفا تھی
سمجھا تھا اس انداز کو مین خوب جبہی سی

اوس بزم مین تجھسی بھی رقابت نہ ہوئی صبح
ساتھ اپنی تجھی مین نہین لاتا تھا اسی سی

چپ ہون مین تحیر سی تو وہ شرم سی خاموش
آگاہ نہ مین ہون نہ وہ ہی رازِ دلی سی

خورشید نی آغوش مین کھینچا ہی زحل کو
ہوتا ہی یہ روشن تری مسی کی دھڑی سی

کھینچی تو مگر ضعف سی لب تک بھی نہ آئی
شرمندہ ہون کسدرجہ مین آہِ سحری سی

وصل اوسکا کہان اور کہان خاطرِ ناشاد — تھی یہ بھی تمنا فقط اک بوالہوسی سی

دیکھا تھا کبھی خستہ جگر اور بھی ایسا — پوچھی تو یہ کوئی مری خستہ جگری سی

دعوی تھا بہت صبر کا نواب تمہین تو

گھبرا گئی دو غمزون مین تم تو ابھی سی

۱۲۵

نکالون ہجر مین کیا مشغلہ زبان کی لیی — کہ مینی آہ تو رکھی ہی آسمان کی لیی

یہ کیا ستم ہی کہ خاطر سی غیر کی اوسنی — کیا جو لطف بھی مجھ پر تو امتحان کی لیی

کچھ ایسا شورِ عزا تھا کہ صورِ محشر نی — عدم سی آ کی قدم میری نوحہ خوان کی لیی

خدا کو مان کی رہنی دی نزع مین اگر — ذرا زبان مین طاقت تو الامان کی لیی

جگا کی طالعِ خفتہ سی ہانک لائین گی — ہم آج خوابِ گران تیری پاسبان کی لیی

بنایا حشر تو صانع نی پر نہ سوچا ہائی — کہ تیرا ناز ہی کافی ہی دو جہان کی لیے
وہ اور ہونگی جو کرتی ہین پیار کی باتین — یہ منہ تو روزِ ازل سی بنا فغان کی لیے
دعا کی واسطی اب تو بھی ہاتہ اوٹہا ظالم — کہ خلق پیٹتی ہی تیری نیمجان کی لیے
ہوا مین قتل تو کس کس مزی سی حسرت نی — لپٹ کی بوسی مری خم خونچکان کی لیے
ادا نہو کبھی زخمِ جگر کی کیفیت — ملی حیاتِ خضر بھی اگر بیان کی لیے

بہت تھی لوگ زمانی مین اور بھی نواب
بنایا عشق کو کیون مجھسی ناتوان کی لیے

۱۲۶

جو جگر خستہ تری چال کی بسمل ہونگی — وہ قیامت کی بھلا کاہیکو قائل ہونگی
اسقدر جور وجفا پر جو کمر باندہی ہی — کیا یہ سمجھی ہو کہ سینی مین بہت دل ہونگی

نکرو باتین رقیبو نسی نہین تو ہم بھی — تمسی اک روز کسی بات کی سائل ہونگی

کون چاہیگا دیت غم کی تجہسی یارب — ہمتو محشر مین تہِ دامنِ قاتل ہونگی

دیکھنا مجکو گوارا نہین جنکا دم بھر — ہای وہ بھی نگہِ ناز کی بسمل ہونگی

ظلم کرتی ہو تو یہ سوچ کی چپ رہتی ہین — کہ وہان کیا نہین ہم اسکی قابل ہونگی

ہوگی خلقت تو جھکائی ہوی محشر مین — ہاتہ میری تری گردن مین حمائل ہونگی

با وفا دہر مین پیدا ہی نکرنا یارب — کہ جفا مین صنم اور بھی کامل ہونگی

جان دینی کی طریقی تو بہت ہین آسان — وہ بھی چاہت کیطرح کیا مجہی مشکل ہونگی

کیا شکایت جو خبر لی نہ شبِ فرقت مین — میری طالع کی طرح آپ بھی غافل ہونگی

ابھی دعوی ہین بہت آپکو اوس سی نواب

آگیا وہ تو سب اک آن مین باطل ہونگی

۱۲۷

میری اعدا بھی اگر ہمرہِ قاتل ہونگی | تو شہادت کی مزی کیا مجھی حاصل ہونگی
خشک لب چشم تر افسرده دل آشفتہ دماغ | ہای کس منہ سی تری بزم مین شامل ہونگی
نکرونگا کبھی پھر جینی کی خواہش تا حشر | میری ماتم مین اگر حور شمائل ہون گی
کچھ چھپی چوری کی یہ بات نہین یاد رہی | ہونگی شکوی بھی تو تمسی سرِ محفل ہونگی
جی بلاؤن سی بھرا ہی نہ بھری گا ہرگز | سیکڑون فتنی اگر چرخ سی نازل ہونگی
جان پر صدمی رہینگی بھی جو مجبور ہین | اپنی صورت پر اگر آپ بھی مائل ہونگی
بھولی پن مین تو یہ آفت ہین کہ خالق توبہ | اور آئی گی قیامت جو وہ عاقل ہونگی
جان لینا نہ کہین ذوقِ شہادت جلدی | ورنہ ہم مفت مین شرمنں قاتل ہونگی

بوسی جو تمنی لیی مینی ہی پائی وہ بہی
ان حسابونسی تو کچہ میری ہی فاضل ہونگی

یہ نسمجھی تہے کہ اک عمر کی شکوی دلسی
دو ہی باتون مین تری پیار کی زائل ہونگی

شوقِ قاصد مین نکر منع سفر سی نواب
مرتی مرتی بھی تو ہمراہیِ منزل ہونگی

١٢٠

یارب بلا وہ بھیج کہ جس سی مزا ملی
اسکی سوا جو چاہون تو مجبکو سزا ملی

کچہ بھی اگر فراق کی تیری خبر ملی
کیا جانیی کہ حشر کی دن ہمکو کیا ملی

کیا قہر ہی مجہی تو ملی آہِ نارسا
اور اوس بلا کی ہر کو زلفِ رسا ملی

نالی تو ایکدم مین پہنچ جائین تا اثر
قتلونکی ازدحام سی گر راستا ملی

پوچھا سبب جو آنی کا ہمسی تو کہدیا
جاتی تھی گھر کو بھول کی تمسی بھی آملی

قاصد کا کچھ سراغ نہین اس جہان مین — ڈھونڈھین عدم مین جا کی تو شاید پتا ملی
ایسا ہی لطف ہی جو ستم مین تو ای خدا — اوسکو سوا جفا کی نہ ہرگز وفا ملی
واقف تری گلی سی بڑا خوش نصیب ہے — لون دوڑ کر قدم جو کوئی رہنما ملی
اغیار سی جو لطف تھا ملنی مین وہ تنہا — یون ملنی کو تو مجھسی بھی وہ بارہا ملی
غمازیِ عدو کی شکایت کرون مین کیا — جب دل سا رازدار بھی اوس سی جا ملی
دو چار تار جیب مین باقی ہین ای جنون — سر پیٹنی سی ہاتھ کو مہلت ذرا ملی
کیا ایک دو بلاؤنسی چین آئی ای فلک — لاکھون مصیبتین ہون تو دلکو مزا ملی
راضی ہون قتل کر مجھی بیجرم شوق سے — اسکی جزا جو چاہون تو مجھکو سزا ملی
کن کن مصیبتونسی مین پہنچا ہون بزم مین — دم بھر کی واسطی مجھی پہلو مین جا ملی

چھوڑین کبھی نہ سایۂ دیوارِ یار ہم
قسمت سی لاکہ بار جو ظلِ ہما ملی

لاکہ اوبھی تو نکال ہی لون دلکو ڈھونڈھ کر
دم بھر کو بھی اگر تری زلفِ دوتا ملی

بلبل جو میری ساتہ ہوئی نوحہ گر تو کیا
جب جانون مین کہ میری صدا سی صدا ملی

قاصد کی کچہ خبر نہین نواب کیا ہوا
پرزی تو خط کی راستی مین جابجا ملے

کیون عرش پر الامان بہت ہے
۱۲۹ کیا سینی مین دل طپان بہت ہے

جوشِ گل و ارغوان بہت ہے
پھر رونقِ گلستان بہت ہے

ای موی کمر اولجہ نہ دل سی
تجہسی بھی یہ ناتوان بہت ہے

تہوڑا سا غمِ فراق اوسکا
دل کو پِی امتحان بہت ہے

کیون تمکو ہی فکرِ قتل ہردم	مجکو تو بھی فغان بہت ہے
ہمکو نہین اوس سی بدگمانی	پر اوسکو ابھی گمان بہت ہے
فرقت مین اجل کی مانگنی کو	تیرا ہی یہ نیمجان بہت ہے
کسکی ہی تلاش اسکو یارب	گردش مین جو آسمان بہت ہے
کیا چھوڑین سعؔد اے بی نشانی	دنیا مین بھی نشان بہت ہے
تو کعبی کو جا ہمین تو واعظ	سجدی کو وہ آستان بہت ہے
ای بخت نہ سو کہ میری حق مین	بیداری پاسبان بہت ہے
جھوٹون ہی فلک سی کوئی کہدی	ان روزون وہ مہربان بہت ہے
اب وقتِ اخیر ہی مریجان	تھوڑی سی ادایہان بہت ہے

کہتی نہین کچہ بھی جز غمِ دل — یون کہنی کو داستان بہت ہی
کچہ فکر نکر کہ جانِ غمگین — غم سی تری شادمان بہت ہی
دم بھر کا بھی میرا خوابِ راحت — طالع کو مری گران بہت ہی
کیون مجکو ستاتی ہی شبِ ہجر — مرنیکو غمِ نہان بہت ہی

کیا نوحی کیی ہین تو نی نواب — جو شورشِ الامان بہت ہی

جان دینی مین یہان تو کوئی تاخیر نتہی — پر کرین کیا کہ ابھی خواہشِ تقدیر نتہی
چشمِ فتان نتہی یا زلفِ گرہگیر نتہی — قتل کرنیکی لیی کیا کوئی تدبیر نتہی
قبر مین آئی تہی جسوقت ملک بہرِ سوال — اوسگہڑی ہای بغل مین تری تصویر نتہی

کیون بنایا اوسی مسجودِ خلائق زاہد — خاک سی دل کی اگر کعبی کی تعمیر نتھے

پھر فریاد جو اوٹھا نہ گیا مرقد سی — جرم تھا ضعف کا یہ حشر کی تقصیر نتھے

کیونکر آجاتی وہ خط پڑھتی ہی مجھ تک قاصد — رقمِ شوق تھی کچھ آیتِ تسخیر نتھے

چونکی ہم خوابِ عدم سی تو مری حسرت سی — اس سی بہتر کوئی اس خواب کی تعبیر نتھے

غیر کی نعش تو گلیون مین پھرا ئی تمنے — لاش میری ہی مگر قابلِ تشہیر نتھے

پیچ مین عشق کی ناصح جو نہ آیا آیا ز — تیری درگاہ مین کیا زلفِ گرہگیر نتھے

خطِ رخسار کی اصلاح سی میرا نقصان — آپکا خط تھا وہ کچھ میری تو تحریر نتھے

چھوٹی وعدون نی تری ہجر مین مرنی ندیا — یہ نہوتی تو کوئی جینی کی تدبیر نتھے

نعش پر میری اثرِ غیر سی آئی تبتاب — اب نہ کہیی گا کہ فریاد مین تاثیر نتھے

ہاتہ سی میری دمِ قتل وہ دامن چہوٹا
اس سی بڑہکر بہی کوئی گردشِ تقدیر نتہی

مین ہون ساقی ہی صنم ہی گل و مینا و شراب
ایسی عادت تو تری ای فلکِ پیر نتہی

رات بیچین تہی کیون پہلوِ اغیار مین تم
میری آہون مین اگر نام کو تاثیر نتہی

یا خدا روزِ ازل جرمِ محبت کی لیی
جز غمِ ہجرِ بتان کیا کوئی تعزیر نتہی

تجکو وحشت جو لیی پہرتی تہی سنو تو اب
کیا زمانی مین تری واسطی زنجیر نتہی

۱۳۱

بندہا رہا شبِ فرقت کا گر خیال مجہی
تو خاک لطف اوٹہی گا شبِ وصال مجہی

یہ کسنی کوسا ہی یارب دمِ وصال مجہی
کہ جس سی زیست بہی اپنی ہوئی وبال مجہی

کہونگا گردشِ گردون نہ چال کو یہ
کہ اور بد نظر آئینگی ماہ و سال مجہی

عدو سی لطف کی باتین تو آپ کرتی ہین
یہ کیا ستم ہی کہ ہوتا ہی انفعال مجھے

رقیب گہاتین جدائی کی پوچھ جاتی ہین
ہوا ہی اب تری فرقت مین یہ کمال مجھے

یہ کسکی چاند سی چہرمین دیکھی ہین ابرو
کہ چاندنی مین ہوئی رویت ہلال مجھے

امید وصل تری صدقی آج پرسش کو
وہ آتی ہین سر بالین در اسبہال مجھے

تجہی ملال نہین ہی جو میری اعدا سے
اسی سی رہتا ہی ہر دم بہت ملال مجھے

عدو کی رونیسی تو وہم کچہ نہ تہا لیکن
تمہاری ہنسنی سی کیا کیا بندہی خیال مجھے

عبث مٹائین جفا ہی سپہر سی تو آب
اوسکی ہاتہونسی ہونا تہا پایمال مجھے

نہ چینی دیگی اگر لذت وصال مجھے ۱۳۲
تو پھر نہوگا کبھی ہجر کا ملال مجھے

وفا سی باز نہ آیا نہ باز آؤن گا
فلک جفا سی کری لاکہ پایمال مجھے

جو مجکو دیکھکی خاموش رُک رہا وہ شوخ
تو ہو گا ضبط سی کیا کیا پھر انفعال مجھے

نہو تلاش کبھی زخم دل کو مرہم کی
اگر ذرا سا بھی وہ بھیجدین اُوس گال مجھے

کرون خوشامد افلاک کیون کہ اُنہین سے
ندیگا ایک بھی وہ حسن بیمثال مجھے

یہ ضعف اور یہ غش ہی اثر تغافل کا
جو پوچھ لو تو نہ دیکھو کبھی نڈھال مجھے

علاج اسکا بھلا کیا کہ سیدھی باتون مین
تمہاری بزم مین ہوتی ہین احتمال مجھے

نہ بانکپن سی یہان آی فتنۂ محشر
کہ یاد آی گی اوس سرو قد کی چال مجھے

نہین ہی غمسی تری آج کچھ مرا نقصان
پر اس الم سی ہی اندیشۂ مآل مجھے

عطای بوسۂ لب کا تو ذکر کیا تو آب

وہ گالیان بھی ندینگی دمِ سوال مجھی

۱۳۳

مری آغوشمین وہ نازسی جسدم مچلتاہے | تو رنگِ غیر گردونکی طرح کیا کیا بدلتاہے

یہ کس دستِ حنائی کا تصور ہی کہ فرقت مین | کوئی چٹکی سی سینی مین کلیجا روز ملتاہے

خوشی میری دلِ پُرشوق کی اوسدم کوئی دیکھی | گلی پر خنجرِ بُرّان ترا جسوقت چلتاہے

کسی پر دم نکلنی مین تو یہ سختی نہین ہوتی | مری سینی سی پیکان آپکا شاید نکلتاہے

ذرا ای ہمدمو بہرِ خدا ذکرِ مصیبت ہو | سنا ہی عاشقونکا اس سی اکثر جی بہلتاہے

ضرورت کچھ نہین پر بزم مین سر ہی جلانی کو | کوئی مہندی لگاتا ہی کوئی عطر اوسکی ملتاہے

برابر والی سی چوٹین ہوئین جب معلوم ہو تمکو | ہمین سی بیکسون پر روز تیرِ ناز چلتاہے

تڑپتی ہی تڑپتی عمر گذری رنجِ فرقت مین | نہ وہ آتا ہی پہلو مین نہ اپنا دم نکلتاہے

نہ رکھ ہاتہ اپنا سینی پر مری ای جان گر ہر دم
تری تسکین دینی سی تو دونا دل اچھلتا ہے

خدا کی واسطی پوچھو تو روزِ ہجر کو لوگو
کہ شامِ حشر تک آیا کبھی یہ دن بھی ڈھلتا ہے

اگرین ہم لغزشِ مستی مین بھی ہرگز نہ جو رو پن
تمہارا ہی دل ایسا ہی جو ہر اک پر پھسلتا ہے

دمِ ناز اوسکو واعظ دیکھکر انصاف سی کہدی
کہ جنت مین تری یون بھی کوئی تیوری بدلتا ہے

ہم آغوشی کی خواہش پر وہ دیتی ہین جواب ایسا
کہ جس سی حشر تک روز اک نیا پہلو نکلتا ہے

یہ ٹھنڈی گرمیان بس رات دن اغیار سی رکھو
تمہین کیا گر کسی کا دل تبِ فرقت سی جلتا ہے

جو تو سمجھای تو اس دلکو شاید کچھ تسلی ہو
بھلا میری سنبھالی سی یہ وحشی کب سنبھلتا ہے

مجھی پر کچھ نہین موقوف جو عاشق ہوا تجھپر
یونہین حسرت سی برسون وہ کفِ افسوس ملتا ہے

نہ مانو گا کبھی نواب مین انِ اچھوٹی باتونکو

نہین ہی کوئی دہر کا تو تراکجی دیتا ہے

١٣٤

مٹی عشقِ سفاک مین کیسی کیسی — ملی باوفا خاک مین کیسی کیسی

تمہین پر نہین منحصر کچہ ستم آرا — بھری ہین گُن افلاک مین کیسی کیسی

ادا ناز انداز غمزہ کرشمہ — لگی ہین مری تاک مین کیسی کیسی

ہوا قتل پر رہگئی ہای ارمان — مری جانِ غمناک مین کیسی کیسی

جو پیاری ادا تھی شکار افگنون کی — بندہی صید فتراک مین کیسی کیسی

نہ کپڑی بدل تو کہ جوبن ہین تجہہ پر — اسی میلی پوشاک مین کیسی کیسی

جفا ونسی نواب چرخِ کہن کی

ملی نوجوان خاک مین کیسی کیسی

جسمین جلوی ہی تیغِ قاتل کی	١٣٥	اسی پہلو مین داغ تھی دل کی
رو دیا جسنی لوٹتی دیکھا		ہای انداز تیری بسمل کی
کچہ زمانی سی بھی سوا سینی		رنگ دیکھی ہین اوسکی محفل کی
تم نہ آئی تو خوب روی ہم		رات بھر حسرتون سی مل مل کی
ہمتو بسمل پڑی ہین اور وہان		صدقی ہوتی ہی خلق قاتل کی
تیری گھر تک پہنچ چکی تا حشر		ہین جو یہ رنگ پہلی منزل کی

ابتو پاتا ہون کچہ پہ ای نواب
تجہ مین آثار عشقِ کامل کے

جب سی ہی دہوم گریۂ بی اختیار کی	١٣٦	چلتی نہین ہی کچہ بھی کسی غمگسار کی

١٩٠

گالی نہ دیجیی ہمین دشمن کی روبرو
ورنہ کھینگی ہم بھی کوئی بات پیار کی

گذرا جو روز ہجر تو یون آئی شام وصل
جاڑونکی بعد جیسی ہو آمد بہار کی

مین تو ہزار بار دعا مانگون اے خدا
پرسش ہو گر کبھی کسی امیدوار کی

شوخی پر اپنی ناز بہت ہی تمہین مگر
دیکھی نہین ہی شکل کسی بیقرار کی

دشمن جو دیکھی پیار سی اسکو تو اے صبا
آنکھون مین خاک جھونک دی میری مزار کی

کیا جانی کیا مآل ہو نواب دیکھیی
صورت یہی رہی گی اگر انتظار کی

۱۳۷

ناز سی غمزی سی اغماض سی شرمانی سے
باز آیا نہ کبھی غیر کی بہکانی سے

نام میرا کوئی لیتا ہی جو اونکی آگی
منع کرتی نہین پر ہوتی ہین کھسیانی سے

غیر پر بھیج الٰہی شب فرقت کیہان
اب تو غمخوار بھی تنگ آ گئے غم کھانی سے

دل رہا ہو گا تو ہو جای گی آفت برپا
ہاتھ اوٹھا بھر خدا زلف کی سلجھانی سے

میری ڈہب کے مجھی سمجھا تو مین مانو ناصح
نہ سمجھ یہ کہ نہ سمجھونگا مین سمجھانی سے

کس طرح آون تری گھر کہ ازل سی ظالم
اوٹھنی دیتی نہین وحشت مجھے ویرانی سے

کیا ڈرون چرخ کی فتنونسی کہ ہر روز یہان
اک نئی اوٹھتی ہی آفت مری غمخانی سے

جیتی ہین تو تمہین ہم دیکھ بھی لیتی ہین کہین
اس سی بھی جائینگے پھر فائدہ مرجانی سے

وہ بھی ہشیار ہین آفت کے جو گلگون ہین تری
راتدن روتی پڑی پھرتے ہین دیوانی سے

آہ تاثیر نہین کرتی تو پھر ای نواب
فائدہ کیا تمہین ہر بار کی چلانی سے

۱۳۹

نہین شکوہ ہی وصل مین اسکا مجہی کہ اذیتِ زخمِ جگر گئی

گلہ مجکو یہ تجہسی ہے دل کی تڑپ ذرا سینی مین تو ٹہہر گئی

غمِ عشق مین حال ہوا یہ زبوں کہ دل اور جگر ہوی قطرۂ خوں

گئی جان سی ہای قرار و سکوں مگر ایک یہ آہِ سحر نگئی

نہین بنتی ہی صورتِ وصلِ صنم یہی دل مین ٹہنی ہی خدا کی قسم

کہ دعا ہی سی ہاتہ اوٹہائینگی ہم اگر ابکے بھی تا باثر نگئی

مرا غم ہے زمین سی تا بفلک مری سوگ مین بیٹہی ہین حور و ملک

مگر ایک تمہاری ہی کانون تک مری مرنی کی ہای خبر نگئی

تمہین عشق تہا کسکی نزاکت سی غم اب تبا و خدا کی لیی

کہ جو کاہشِ ہجر سی مر بھی گئی تو شکایتِ دردِ جگر نہ گئی

139

ہو گیا ہی جب سی دعوای وفاداری مجھے
دلگی بھی کرنی پڑی ہی ہای غمخواری مجھے

بختِ خفتہ کی اثر سی چرخِ ناانصاف نی
خواب ناز اوسکو دیا ہی اور بیداری مجھے

شکلِ آئینہ نجای سادہ لوحی ای فلک
گر سکھای تو بھی برسون طرزِ عیاری مجھے

غیر مجکو جانکر بیٹھا وہ بزمِ غیر کی
دیکھی کیا کچہ دکھای اور خودداری مجھے

بات بھی پوچھی نہ جیتی جی کبھی اب بعدِ مرگ
ڈہونڈہتی پھرتی ہی گھر گھر نازبرداری مجھے

میری قسمت مین نہین ہی صبر تو پھر ایخدا
اوسکی غم مین راس آئی نالہ و زاری مجھے

پھر تمہاری بھی مسیحائی نہ کچہ کام آی گی
گر یھی چندی رہی فرقت کی بیماری مجھے

خواب مین دیکھون تمہین سعِ بار لیکن کیا کرون
چھوٹتی دم بھر نہین ہجران مین بیداری مجھے

پیچ اسمین کچھ نہ سمجھو دیکھ لو ہوتا ہی کیا — دو ہی دن کو دی تو دو تم اپنی عیاری مجھے
گوشۂ تربت سی نکلونگا نہ روزِ حشر بھی — گر بھی باقی رہی خلقت سی بیزاری مجھے

ہر مصیبت ہی بہت آسان ابنی نواب پر
سخت مشکل ہی فقط اک تیری دلداری مجھے

۱۴۰

میری مرقد پر وہ جب انداز سی آنی لگی — تو سب اعدا اہل کی اونکو ہی سمجھانی لگی
ابتو وہ آتا ہی رہ اپنی جگہ پر کوئی دم — جان تو جانا مگر اوس دم کہ وہ جانی لگی
سب گلی کرتا ہین کیا اونسی کہ وصلِ غیر پر — وہ تو دو ہی شکوہ نمین جھوٹی قسم کھانی لگی
معذرت کی رنجشِ بیجا کی کسنی ناز سے — جو مری احباب اوٹی مجکو سمجھانی لگی

پیار کی باتین کرون نواب کیونکر بزم مین

وہ تو کچھ مجھسی نظر ملتی ہی شرمانی لگی

۱۴۱

ہو وصل تو غمونکی مکافات کی لیے
خواہش ہی حشر کی مجھی اک رات کی لیے

قاصد ٹھہر کہ نامہ تو مین لکھ چکا مگر
دل ڈھونڈھتا ہون سینی مین سوغات کی لیے

لاکھون دعائین مانگین تو اتنا ہوا کہ آج
آئی وہ دو گھڑی کو ملاقات کی لیے

ہین اور لوگ بھی تو زمانی مین ای خدا
کیا مین ہی اک بنا ہون سب آفات کی لیے

گو خاطرین ضرور ہین اغیار کی مگر
لاؤن مین دل کہانسی مدارات کی لیے

بعدِ وصال آئی سحر ہجر کی تو کیا
محشر کی صبح چاہیی اس رات کی لیے

ہر چند غیر سی ہی محبت انہین مگر
مجھپر بھی التفات ہی اک گھات کی لیے

کیا قہر ہی کہ حشر مین میری ہی حسرتین
آئی ہین اولٹی مجھ سی مکافات کی لیے

نواب اثر کو حضرت حق کی جناب سے

کیا جانی مانگتا ہون مین کس بات کی لیے

۱۴۲

شام سی کیون یہ اشکباری ہے | ابھی رونی کو رات ساری ہے

بہولی باتون ہی پر نہین موقوف | تیری صورت بھی پیاری پیاری ہے

ایکدن جان جای گی اپنی | گر یہی دل کی بیقراری ہے

حشر تک سُنیی تو نہو تاثیر | واہ کیا اپنی آہ وزاری ہے

چارہ گر کیا علاج ہو کہ یہان | ہر بنِ مو مین زخم کاری ہے

اوسکی زلفین سیاہ پوش ہوئین | یہ مری دل کی سوگواری ہے

کسکا غم ہی کہ رشک سی یا آنا | جان کو دل سی پردہ داری ہے

غیر نادان بنا تری آگی
یہ بھی ایک اوسکی ہوشیاری ہے

تیری ہاتھون سی قتل ہونیکو
مدتون ہمنی جان ماری ہے

نرہی کوئی آرزو دل مین
ابتو یہ آرزو ہماری ہے

غم غلط کرنی کو ہی ورنہ یہان
کسکو سودای بادہ خواری ہے

تجکو دیکھون نہ آنکہ سی گرن دون
اسلیے سیل اشک جاری ہے

وہ نہ آیا نہ آی گا نواب
تمکو ناحق امیدواری ہے

۱۴۳
پیچ اوسکی زلف عنبر فام کی
دلکو میری حلقی ہین سب دام کی

غیر سی بولی وہ مجکو دیکھکر
آپ بھی عاشق ہین میری نام کی

دیکه حسرت سی اوٹهانا ای ہما
استخوان ہین کیسی گمنام کی

عاشقون سی ہی معشوقونکی ہی
ہم نہون تو پهر ہین یه کس کام کی

ئی تو چل اوس بزم مین ای شوق دید
دیکه ہی لینگی اوسی دل تهام کی

ہجر کی شب آئی کیا نواب ہیم
دن پهری ہین گردش ایام کی

۱۴۴

ہجوم شوق مین جب دلکی آرزو نکلی
که پرده کعبی کا اولٹون وہان بهی تو نکلی

وه آتی ہین مری گهر امتحان وحشت کو
خدا نکرده کهین جیب مین رفو نکلی

یهی ہی خواہش دل ہر گهڑی که مرتی وقت
تڑپ تڑپ کی یه دم تیری روبرو نکلی

مچل کی سر تو کبهی کہدی میری زانو پر
که کچه تو اس تری بیکس کی آرزو نکلی

چلا ہون اوس طرف ای جذبِ دل مدد کرنا
کہ گھر ہی وہ بھی ذرا بھر جستجو نکلے

خدا سی حور کی خواہش ہی یار کی در پر
ستم ہی ہو اگر اس دم وہ تند خو نکلے

حرم مین کسکی یہ آمد ہوئی کہ گھبرا کر
طواف کرنیکو زہا دبی وضو نکلے

ذرا ذرا سا سبھی رونی والونکو دینا
جو میری آنکھونسی دل کا کبھی لہو نکلے

تمہین تو ناز تھی نواب پارسائی پہ
تمہاری گھر مین تو مے کی کئی سبو نکلے

۱۴۵

ہماری درد سی عالم اگر خبر ہو جای
تو رشکِ نوح زمانی مین ہر بشر ہو جای

نصیب اپنی تو مین سازگار جب جانون
کہ تیری دل مین کوئی نالہ کارگر ہو جای

نہ آی روز جدائی جو ہو تو وصل کا دن
شبِ وصال کی یارب اگر سحر ہو جای

ہر اک جگہ تری جور و جفا کا شہرہ ہے
خدا نکردہ کہ اسپر کہین نظر ہو جاے

وصال اوس سے جو نواب حشر پھر ہوئی
تو غم مین بھی مری پھر خوب ہی بسر ہو جاے

۱۴۶

کیا ہوگا گر لگی کسی کی سبو مجھی
خم مین بٹھاؤ پھر سے نہ آتا گلو مجھی

خلوت مین آہ تو ہی خلل ڈالدی ذرا
الزام دی رہی ہین وہ پھر دو بدو مجھی

محشر مین ہای دعویِ الفت کی واسطی
کرنی پڑی رقیبونکی بھی جستجو مجھی

تشہیر کی نہین ہی ضرورت کہ مدتون
وحشت پھرا چکی ہے مری کوبکو مجھی

نواب کیا کرون جو وہ آے ہین ناز سے
للہ چین لینی دی محفل مین تو مجھے

۱۴۷ جسنی اوس راہ مین گدائی کی — اوسنی عشاق مین خدائی کی

بعد رنجش کی پھر صفائی کی — یھی گھاتین ہین دلربائی کی

حشر کا دن بھی آتی ڈرتا ہی — دہوم ہی کیا شبِ جدائی کی

خارِ صحرا ذرا خدا کی لیی — شرم رکھنا برہنہ پائی کی

اپنی طالع کی لاگ پر ہمنی — مدتون قسمت آزمائی کی

ذبح کی وقت ہمسی منہ موڑا — اوسکی خنجر نی کج ادائی کی

بیوفا تھا جو وہ صنم نواب
تمنی کیون اوس سی آشنائی کی

۱۴۸ لذت نپائی کچھ دلِ امیدوار نی — دہوکا بڑا دیا ستمِ روزگار نی

آرام سی وہ بیٹھی بہلا کس طرح جسی | بیچین کر دیا ہو دلِ بیقرار نی
ناصح مین خاک سوؤن کہ رونیکا آج تہیہ | وعدہ کیا ہی اس مژۂ اشکبار نی
ہوتا جو اعتمادِ وفا تو نہوتی ظلم | مجکو تو مار ڈالا مری اعتبار نی
ممنون ہون کدورتِ دل کا کہ چرخ کو | آخر ملایا خاک مین میری غبار نی
بزمِ عزا مین بیٹھکی دم بھر وہ اوٹھ گیا | روکا نہ اوسکو ہای کسی سوگوار نی
سرخی غضب کی ہی تری آنکھون مین آج تو | مستی کی ہوش اوڑای ہین تیری خمار نی

نواب پوچھی میری ہی دل سی کوئی ذرا
صدمی دکھای ہین جو مجھی انتظار نی

شاید خبر ہوئی مری حالِ تباہ کی | ١٤٩ | جو پرسشین ہین حشر مین ہر دادخواہ کی

٢٠٣

محفل مین دور بیٹھی ہو اغیار سی جو آج
تاثیر سن چکی ہو مگر میری آہ کی

آمادہ ہو تو قتل کرو شوق سی مگر
پوچھو نہ ہمسی وجہ ہماری گناہ کی

اوس ترک ظلم دوست سے مین با ہی رہتا
آتی نظر جو کوئی بھی صورت نباہ کی

چاہا ہی تمکو ایسی مزی سی کہ خلق مین
مدت سی دہوم ہو گئی ہی میری چاہ کی

تیری سوا خیال بھی آیا نہتا کبھی
کیونکر غمِ فراق نی اس دلمین راہ کی

شوخی ہو جسمین ایسی وہ بیداد گر نہو
حاجت نہین ہی تیری ستم کو گواہ کی

آتی ہین میری گھر وہ مگر ہمرہِ عدو
بن بن کی بگڑی جاتی ہی تاثیر آہ کی

گیسو پھر اوسنی آج سنواری ہین دوستو
تدبیر کچھ کرو مری روزِ سیاہ کی

رحمت بنای کیون جہنم کو رشکِ خلد
پرسش ہوئی ہی حشر مین میری گناہ کی

تلوار گر گئی وہین قاتل کی ہاتہ سی　　مقتل مین ایسی یاس سی سینی نگاہ کی

نواب لاکہون گذری ہین عاشق مگر کہی
ایسی تو ایک نی بہی نہ حالت تباہ کی

نواب دو ہی غمزون مین تجہپر فدا ہوئی　　۱۵۰　　حیران ہون کہ صبر کی دعوی وہ کیا ہوی

ای چرخ اور طرز ستانیکی اب نکال　　فتنی تو تیری نذرِ قدِ دلربا ہوی

کُنج قفس کو دیکہینگی حسرت سی حشر تک　　صیاد تیری قید سی گر ہم رہا ہوی

ہر چند دردِ دل نی لحد مین سُلادیا　　پردسی ہاتہ میری نہ جیب بہی جدا ہوی

وہ وہ سوال کرتی ہین جنکا نہین جواب　　ناصح بہی میری جان کو گویا خدا ہوی

پوچہی جو وہ اداسی مرا نام نامہ بر　　تو جان لی کہ مطلبِ دل سب ادا ہوی

بیدادِ چرخ سی نہ تسلی ہوی تو ہم
شوقِ ستم مین مائل ناز و ادا ہوی

واقف ہون مین ہی تم بھی ہو تسکین کہان کرون
بی لطفیونکی شہری تو اب جا بجا ہوی

کیونکر نہ اب اشارون سی بوسی طلب کرون
مدت ہوی کہ ہونٹ تو وقفِ دعا ہوی

میری دوا کو آی تھی کس دہوم سی مسیح
اولٹی پہری ہین دیکھی دیکھو تو کیا ہوی

نواب یہ بتاو کہ تدبیر اسکی کیا
ارمان وصل سی بھی جو دلمین سوا ہوی

١٥١

کیا کہتی ہو تم ہمسی کہ کیون میری گھر آئی
دیوانونکا کیا پوچھنا آئی جدہر آئی

دیکھو نہ مجھی پیار کی چتون سی کہ ڈر ہی
گردون سی بلا تازہ نہ کوئی اوتر آئی

کسکی یہ شبِ وصل ہی جو شور مچانی
سورج نہین ڈوبا ہی کہ مرغِ سحر آئی

دم نکلا نہ اوسدم کہ وہ اغیار کی آگی
کہتی تھی یہ مجھسی کہ کہو تم کدھر آئی

خاموش ہو گو بعد مری قتل کی لیکن
کہتی ہین نگاہین کہ برا کام کر آئی

ہو سیر کہ دل چھینی اودھر تیری کت ناز
بل کھاتی ہوئی لف ادھر تا کمر آئی

دیکھین برِ دشمن مین تو الزام تجھی دین
آئی بھی تری گھر تو کس امید پر آئی

دل دیکی اوسی خاک دعا ہو مری مقبول
جب دلسی دعا ہو تو دعا مین اثر آئی

منہ اوسکا بھی کالا ہو شبِ ہجر کی صورت
یارب جو شبِ وصل صنم کی سحر آئی

یون تڑپی تری کوچی مین بسمل کہ فلک سی
سب حور و ملک بہرِ تماشا اوتر آئی

دی عمر دوبارہ تو ہون قربان الٰہی
مقتل مین ہی اک غل کہ وہ بازگر آئی

جائینگی تو وہ صبح کو ای حسرتِ دیدار
انکھونمین مری شام سی کیون اشک بہر آئی

اب کس سی مین پوچھون دلِ گم گشتہ کا احوال
قاصد تو تری کوچی سی سب بیخبر آئی

او سوقت مجھی بھول نجانا فلکِ پیر
جب تجھسی کسیکی کوئی امید بر آئی

خط کیا مین وہین دیکھون اپنا خطِ تقدیر
ظلمت مین ترا چاند سا منہ گر نظر آئی

دل بھی وہین بسمل ہی جگر بھی وہین بسمل
کوچی سی تری دیکھیی کسکی خبر آئی

نواب خدا کی لیی آنکھون ہی مین کہنا
ایسا نہو باہر کوئی لختِ جگر آئی

١٥٢

عشاق مین بدنام عبث جور و جفا ہے
مشتاقونکی دشمن تو یہ کمبخت حیا ہے

آئینہ دکھا کر نہ ہٹائینگی کبھی ہم
تا جان لو تم بھی کہ مزہ دید مین کیا ہے

لکھا تو مرا تمنی مٹایا مگر افسوس
اتنا بھی نہ سوچ آیا کہ یہ کسکا لکھا ہے

شوخی سی ہوا اونکی مین بچپن تو بلی
دعوی ہو جسی صبر کا یہ اوسکی سزا ہے

وہ شیوۂ بیداد ہوا کیا کہ اوسی آج
ہر بات پر اغیار سی بھی عذرِ جفا ہے

کیا خاک تسلی ہو مری وصل سی آکر
حسرت تو مری دلمین کچہ اس سی سوا ہے

قاصد تری سمجھانی سی کیا فائدہ مجکو
وہ آپ سمجہ لینگی جو کچہ مینی لکھا ہے

اس پند و ملامت سی بھلا فائدہ ناصح
ہم چاہین اوسی یہ بھی تو اک شانِ خدا ہے

لطف آی یہ گالی مین کہ ہی زیست دو شوا
غصی نی دمِ وصل بڑا قہر کیا ہے

لا علم ہین سب پر مجھی معلوم ہی جو کچہ
قسمت مین مری کاتبِ قدرت نی لکھا ہے

فریاد جو کی بزم مین تو ہنس کی وہ بولی
چپ رہ کہ تظلم کی لیی روزِ جزا ہے

نواب سی آگاہ نہین پر ہی یہ معلوم

کوچی مین تمہاری کوئی دم توڑ رہا ہی

۱۵۳

وصلت مین شکل مرگ کی آنکھون مین چھا گئی — سختی فراق کی مجھی کیون یاد آگئی

ہجرِ صنم مین حضرت ناصح نصیحتین — غمخواری آپکی تو مری جان کھا گئی

غیرونکو دیکھتی تھے نگہ پڑ گئی ادھر — صد شکر ایک چوٹ تو اونکی خطا گئی

کاکل کو سر چڑھاو نہ اتنا یہی ہی وہ — جو پیچ دیکی مجھکو بلا مین پھنسا گئی

شوخی نی اوسکی کام کیا ہی دمِ وصال — پردی مین شرم کی مجھی صورت دکھا گئی

جس چاہ کی ہوئی نہ سمائی جہان مین — کیونکر ہماری دل مین وہ یارب سما گئی

انکارِ وصلِ غیر بجا ہی سہی مگر — کیا بات تھی کہ جس سی تمھین شرم آگئی

آرائشونکی وقت دکھاتی ہی آئنہ — مشاطہ خوب دل کا مری بھید پا گئی

آیا نہ کوئی تیری گلی سی مگر صبا
زلفین بنانی کا مجھی مژدہ سنا گئی

اللہ ری تیری شرم کی شوخی کہ وقتِ دید
کیا کیا نگاہِ ناز کو چورے لگا گئی

آیا گمان میری ہی رونی کا تھا ہے
جب کان تک تمہاری کسیکی صدا گئی

مرنیکی میری سن کی خبر بول اوٹھا وہ شوخ
اچھا ہوا جو سر سی مری یہ بلا گئی

وصلت مین قتل کر ہی چکی تھی حیا مگر
شوخی تمہاری دیکھکی پھر جان آگئی

ناکامیِ نصیب نہ آئی گا وہ کبھی
تربت ہماری جسکی لیے تو مٹا گئی

چوری چھپی نگاہ کرینگی وہ کیا ادہر
مجھ سی تو میری موت بھی آنکھین چرا گئی

نواب دل لگا ہی لیا آخر اوس سی ہاے
بیٹھی بٹھای کیا یہ تری جی مین آگئی

۱۵۴

ہم کبھی جوشِ جنون مین بھی نہ عریان ہونگی
اسقدر خاک اوڑائینگی کہ پنہان ہونگی

جلوۂ قاتل کی بھی گر سرِ میدان ہونگی
مین تو کیا ہون ملک الموت بھی بیجان ہونگی

حالِ دل کیونکہ سناؤن وہ نہین اپنا ہردم
یہی ہوگا کہ ذرا اور پریشان ہونگی

وصل کی تجھسی جن اغیار سی ٹھہری ہوگی
ہای کیا اونکی یہان عیش کی سامان ہونگی

کچھ نہین صبحِ شبِ وصل کا کھٹکا دلکو
یون نہ موت آئی تو ہم آپ کی قربان ہونگی

دل دیا تھا تجھی جسدم یہ نتھی ہمکو خبر
کہ تری عشق سی اس درجہ پشیمان ہونگی

بعد مرنیکی لحد بھی مری ہل جائیگی
گر کسی سی بھی وفا کی کبھی پیمان ہونگی

قتلگہ مین نہین تو ڈھونڈھ کی لی آ قاتل
ساری دنیا مین کسی جا تو نمکدان ہونگی

ہای کیا لطف اوٹھائینگی تری فرقت مین
میری ہی طرح اگر غیر بھی گران جان ہونگی

اٹھو رہنے دی صنمخانی مین ہمکو واعظ
بت جو دنیا مین نہونگی تو مسلمان ہونگی

کون دامن ترا پکڑیگا خدا کی آگی
گریہ مین ہاتہ مری وقفِ گریبان ہونگی

مین اسی سوچ مین ہون آئیگا کیونکر محشر
تیری فتنی جو زمانی کی نگہبان ہونگی

ناز نواب عبث ہی تمہین اس حسرت پر
تمسی بھی بڑہ کی وہان سیکڑون حیران ہونگی

١٥٥

دیکھہ تو لین رہِ دلدار مین آنی والی
ایسی حسرت سی چلی جاتی ہین جانی والی

بخت میرا جو بنا تھا تو بنائی ہوتی
یا خدا بگڑی بھی تقدیر بنانی والی

عیش کا نام نہ لیتا کبھی عالم مین کوئی
ہمسی دو چار بھی ہوتی جو رولانی والی

ظلم سی توبہ نکرنا کہ بہت باقی ہین
ابھی دنیا مین تری جور اوٹھانی والی

رنگِ عشاق نہین دیکھتی ہین بھول گئی تھی ہای کیا سوچی ہین تصویر بنانی والی

کون صورت ہو مری زیست کی نو آب بھلا
گر زمانی مین نہون دل کی ستانی والی

١٥٦

جس کی تم پہ طبیعت آئی ہے اوسکی پرسش کو خلقت آئی ہے
بوسی لیتی ہی میری ناکامی جب لبون پر شکایت آئی ہے
پوچھتی ہی مجھی کو ہر اک سی جو زمانی مین آفت آئی ہے
جب جتاتا ہون عشق کہتی ہین اک تمہین کو تو چاہت آئی ہے
دل ہی پہلو مین مضطرب شاید دھوم سی آج حسرت آئی ہے
وصل اوسکو نہین ہی گر منظور کیلئے پھر قیامت آئی ہے

گھر مین میری کہان جگہ اتنی	ہر گھڑی اک مصیبت آتی ہے
وصل کیسا کہ میری ملنی سی	موت کو بھی تو غیرت آتی ہے
مُنہ چھپا لو ورنہ ہوگا حشر	وہ نظر میری تربت آتی ہے
ابتو یہ شکل ہے کہ اوسکو بھی	حال پر میری رقت آتی ہے
جان کیطرح کیون نہ دلمین رہے	دیکھکر تجکو حسرت آتی ہے

روز وصلت گذر گیا تو اب
ہای پھر شام فرقت آتی ہے

۱۵۷ بیمار ہجر کا تمہین ناحق خیال ہے	گر ہے بھی فراق تو اک دن وصال ہے
بیا کیونکی واسطے دل مین خیال ہے	لی بوسی ورنہ تیری یہ کسکی مجال ہے

یہ التفات بڑہ گئی اغیار سی کہ اب
جو ہی ترا جواب وہ میرا سوال ہے

پوچھو اوسی سی تم سبب قتل دوستو
[illegible] میری جسکو عبث انفعال ہے

تکمیل جور بھی ہو تو کچھ صبر ہو مجھی
سمجھون کہ ہر کمال کو آخر زوال ہے

آنا یہان اجل تو ذرا دیکھ بھال کر
فرقت کی شب نہین ہی یہ روز وصال ہے

میری شکایتون سی یقین آچکا تمہین
اپنی ہی دل سی پوچھو جو کچھ میرا حال ہے

کیونکر نہ دوست کہو نہین الفت کو جانسی
باقی رہی گی وہ یہ سریع الزوال ہے

نازک مزاجون سی نہین امید امتیاز
نقصان بھی جو دیکھو مرا تو کمال ہے

زلفو نہین ہی وہ چہرہ نہ لاکھا ہی ہوئی پر
وہ مہ ہی ابر مین یہ شفق مین ہلال ہے

پیکان یار جلد خبر لی کہ اندنون
زخم جگر کی پھر مری کچھ دیکھ بھال ہے

پرسش سی حشر کی جو ڈرایا تو بول اوٹھے
وہ بھی تو اک ہماری ہی لدنی سی چال ہے

مین بھی کمالِ عشق مین ہو جاؤن لاجواب
قائل ہون جب کہ حسن ترا بیمثال ہے

زردیِ رخ پر اوسکی نہ تو بولا رقیب
چاہت ہو میری یہ بھی تو اک احتمال ہے

طالبِ فنا کی ہم ہوی اوس بیوفا سی ہای
جسکو جفائین کرنی مین بھی قیل و قال ہے

نواب بس یہی نہ کہ مرتے ہوئے پر
اتنی سی بات کی لیے جینا محال ہے

۱۵۸

دمِ رخصت وہ بی نقاب ہوی
ہای کس وقت بی حجاب ہوی

سوتی دیکھا نصیب کو تو ہستم
عاشقِ چشمِ نیمخواب ہوی

پہیرنا تہا کسیکا دل ای چرخ
فائز کیا جو انقلاب ہوی

ہم سراپا سوال تھی لیکن | وہ ہی باتو نہین لاجواب ہوی
دور ہی روز حشر پھر ہمپر | شب ہجران مین کیون عذاب ہوی
دم وصل عدو ہوی ہین یاد | ہم بھی کسوقت باریاب ہوی
اگئی موت نامہ برکو ہای | جب وہ آمادۂ جواب ہوی
بی سبب رنج دینگی کیون افلاک | یہ بھی کیا آپ کی عتاب ہوی
کون اوٹھائیگا لطف ناکامی | ہم اگر تجھسی کامیاب ہوی

واعظونکو پلائی مَی نوآب
کیسی کیسی ہمین ثواب ہوی

بیمار تری خواہش عیسی نہین کرتی | | مرجاتی ہین یہ ننگ گوارا نہین کرتی

جس سی نہو منظور ملاقات تو اوسکو
در دیدہ نگاہی سی بھی دیکھا نہین کرتی

آتی ہین دمِ نزع سبھی بہرِ عیادت
پر منھ پہ تو اس ناز سی آیا نہین کرتی

حیرت ہی کہ جو کھینچتی ہین آپکی تصویر
کیون سب مین خدائی کا وہ دعوی نہین کرتی

تمکو مری چاہت سی ہی انکارِ سرِ بزم
ایسا بھی کسیکو کبھی رسوا نہین کرتی

عاشق کو کھی جاتی ہین تعزیر کی قابل
پھر کہتی ہین ہم آپکا شکوا نہین کرتی

ڈرہی نہ کہین وصل مین محسوب ہو یہ بھی
ہم اسلیی بوسی کا اشارا نہین کرتی

نواب یہ کیا حال ہوا سوزِ نہان سے
اتنا بھی غمِ عشق کا اخفا نہین کرتی

۱۶۰

غیر کو تجھسی ہم دیکھین گی
کسکی آنکھونسی یہ ہم دیکھین گی

یہ تھی ضعف سی امید کہ ہم
اسقدر تیری ستم دیکھین گی

بھول جائینگی وہ گیسو اپنی
جب کیسیکی شب غم دیکھین گی

غیر آتا ہی صفائی کی لیی
اب تری عہد و قسم دیکھین گی

شوق دیدار کھین جا کہ یہان
ہمتوکل خواب عدم دیکھین گی

ہی بہت شور تری صد مونکا
ہم بھی ای شورش غم دیکھین گی

ہی جو تقدیر مین تو ای نواب
اُنکی پھر چل کی حرم دیکھین گی

رباعیات

رباعی

رحمٰن و رحیم تجھسی ہی کون سوا
آمرزشِ کُل ہی تری ادنیٰ سی ادا
کیونکر نہو بخشش کہ ازل سی ایاز
عاشق ہی گناہ پر مری رحم ترا

رباعی

اللہ نی جب کیا یہ عالم پیدا
آدم سی ہوئی دہر مین رونق کیا کیا
مصنوع کو جب ہوئی تلاشِ صانع
محبوب کو اپنی بہرِ تسکین بھیجا

رباعی

سایہ جو نبی کا نہ کسی نے پایا
اسکا یہ سبب ذہن مین میری آیا
تابان ہو جہان جا بطرف چار قسم
باقی رہی کس طرح وہان پھر سایا

رباعی

کبتک یہ بتونکی جور یارب یارب
کبتک یہ بلا کی طور یارب یارب
یہ ظلم نچہوڑین تو بحقِ عشاق
بہیج انکو بدل کی اور یارب یارب

رباعی

چہیڑین ہین نہ بین کی نہ مطرب کی الاپ
ساقی کی ادائین ہین نہ سازونکی بلاپ
وصلت کی شب گذر گئی صبح ہوئی
سنّاٹا ہی سب بیٹہی ہوی ہین چُپ چاپ

رباعی

ہم تمکو بتائین آج اک گہات کی بات
جو گہات کی گہات اور ہو بات کی بات
وہ یہ ہی کہ چاہت کی بڑہانی ہی کی
دن کو بھی ہوا کری وہی رات کی بات

رباعی

رکتی نہین اونکی وہ بھری جوبن کی چوٹ
آئی وہ شب اسطرح کہ دل ہوگیا لوٹ
چھیڑا دمِ وصلت تو بگڑ کر بولے
بھاتی نہین مجکو یہ تری نوچ کھسوٹ

رباعی

فرقت مین ہجومِ آہ وزاری ہی عبث
وحشت مین تلاشِ غمگساری ہی عبث
جب اپنی ہی شوق سی دیا دل نواب
پھر رات دن اتنی بیقراری ہی عبث

رباعی

نالی مین ہی طرزِ نارسائی پھر آج
کرتی ہی فغان ساری خدائی پھر آج
دیکھو تو یہ کیا بلا ہی نواب کہین
آئی تو نہو شبِ جدائی پھر آج

رباعی

ای چارہ گر ایذا پی تدبیر نہ کھینچ | بیتاب نہو نالۂ شبگیر نہ کھینچ
رگ رگ سی مری جان جو کھنچتی ہی کھینچی | پر میری جگر سی یار کا تیر نہ کھینچ

رباعی

کیسی ہی طرب خیز مئ جام سی صبح | نواب ہم آغوش ہی آرام سی صبح
تم دیکھ کی آج ہی ہوی ہو حیران | ہوتی ہی وہان روز یہین شام سی صبح

رباعی

گردش مین ہی تو سب سی مقدم ای چرخ | تجھپر بھی ہی اس وضع مین عالم ای چرخ
پر دیکھی گا وحشتین مری جب دم تو | پھر جائی گا سر ترا بھی اوسدم ای چرخ

رباعی

منہ دیکھی کی بات ہی یہ ساری قاصد
وہ اور خیالِ غمگساری قاصد
کیا اوس سی امید ہو ابھی تک جسکو
سہوًا بھی نہ یاد ہو ہماری قاصد

رباعی

شکل اوسکی ضرور تونی دیکھی قاصد
صوت جو بگڑ گئی ہی تیری قاصد
پوچھو نمین خبر اوسکی بھلا کیا تجھسے
تجکو تو خبر نہین ہی اپنی قاصد

رباعی

ہمنی جو کہا تو چین گی زخمونکی کہرنڈ
تدبیر پر اپنی کچہ نہ تو ہمکو گھمنڈ
ہنسکر بولے کہ واہ ماشاءاللہ
ایسی ہی تو ہین آپکی بشیک بُہجنڈ

رباعی

کچھ کام نہ آئیگا کمر کا تعویذ
درکار ہی آنکھونکو نظر کا تعویذ
دل لیلو نگاہِ ناز سی حاضر ہے
ایسا نہ ملیگا پھر اثر کا تعویذ

رباعی

کبتک شبِ وصل چپ ہین سمٹ کر
دامن تک آئین کب تک آنسو بہ کر
وہ کونسی باتین ہین بتاؤ تو سہی
ہو جاتی ہو خاموش جو ہین ہین کہ کر

رباعی

وحشت سی ہماری ہی زمانہ مضطر
کوئی نہین لیتا دلِ وحشی کی خبر
ملتی بھی جو لیلی تو نہ ملتی تو آب
مجنون ملتا تو خوب روتی ملکر

رباعی

دل کہتا ہی اوس صنم کو وصلت مین چھیڑ
غم کہتا ہی اپنی دلکو فرقت مین چھیڑ
مین کہتا ہون نواب سن ایک کی بھی
نغمہ کوئی دردخیز خلوت مین چھیڑ

رباعی

تو آئی نہ جبکہ تھا مصیبت کا روز
اب آئی کہ ہی یار کی وصلت کا روز
مانونگا اجل تیرا بہت مین احسان
اب جا آنا جب آئی فرقت کا روز

رباعی

اب مجکو نظر آتی ہی شکلِ معکوس
بیگانہ ہی مجہسی غیر سہی تو مانوس
جس دل مین بھرا ہوا اک جہانِ امید
افسوس صد افسوس وہی ہو مایوس

رباعی

برآئی نہ ہای آرزوی پابوس — گلہای امید پر پڑی کیسی اوس
دوہچکیونمین نکل گئی جانِ حزین — شکل اوسکی نہ مرتی دم بھی دیکھی افسوس

رباعی

حیرت کا ہی مقتضیٰ کہ ہو جا خاموش — وحشت کی ہی خواہش کہ رہا کر بیہوش
سب باتین یہ جاتی رہین گر نا ہی — تم پیار سی ایک روز ہو ہم آغوش

رباعی

کہتی ہین جسی لعلِ مذاب خالص — گر غور کرو تو ہی وہ آبِ خالص
ہمتو نہ پیین گی جز شرابِ کوثر — نواب وہ بیشک ہی شرابِ خالص

رباعی

گر تیری سوا اور کو چاہین بالفرض — ملنی کی نکالین اوس سی راہین بالفرض
ہو جای گا دو ہی دن مین تجہسا وہ بہی — کہینچین بہی ہزار دسی آہین بالفرض

رباعی

نواب کہانتک آخر آہونکا ضبط — ڈرہی کہین دشمنونکو ہو جای نہ خبط
فرقت مین بہلا کچہ تو طبیعت بہلی — وہ بت جو نہین ہی تو بڑہا اوس سی ربط

رباعی

ہر چند لکہا ہی سرِ لوحِ محفوظ — چاہت سی نہوگا کبہی کوئی محظوظ
نواب مگر عشقِ مجازی مین بہی — بہتر ہی رہی عشقِ حقیقی ملحوظ

رباعی

ہر چند کہ شربِ می بہت ہی ممنوع
پر جوشِ جوانی مین ہی سبکو مطبوع
دل کھول کی ابتو خوب پی لین نواب
پھر توبہ ہی کرلینگی بڑہاپی مین رجوع

رباعی

مینا و شراب و ساقی و شمع و چراغ
نقل و نی و چنگ و سیرِ صحرا و باغ
یہ سب سامانِ عیش و عشرت نواب
ملجای تو ہرگز نہ ملی اپنا دماغ

رباعی

بھیجا ہی مجھی جو اوسنی اپنا موباف
کہتا ہون یہ اولجھا ہوا مطلب مین صاف
یعنی کہ اسیرِ دامِ گیسو کی لیی
ہرگز نہین ہی یہان ہمسرِ انصاف

رباعی

پہلو مین ہی دل اوسکی ادا کا مشتاق — مشتاق ہی اور کس بلا کا مشتاق
جس طرح کوئی صاحب نسبت تواب — مدت سی ہو جلوۂ خدا کا مشتاق

رباعی

کبتک یہ بے سبب لڑائی کب تک — کبتک بیوجہ یہ جدائی کب تک
منت کرتا ہون آو کہنا مانو — سیدہی بات تو نہین کج ادائی کب تک

رباعی

ہر چند بھری ہین خود فلک مین نیرنگ — جن سی کہ ہی عقل ساری عالم کی دنگ
اسپر بھی بتاتی ہی اوسی چال پر جاری — ذرات ہماری پائمالی کی ڈہنگ

رباعی

نکلی پھر خوب ہی مدارات کی شکل
بگڑی کبھی بن کی ملاقات کی شکل
ہر روز رہی رات نہو صبح کبھی
آئی جو قیامت بھی تو ہو رات کی شکل

رباعی

فریاد و فغان مین بسکہ یکتا ہی دل
سب کہتی ہین حیرت سی تماشا ہی دل
محفوظ رہی تا نظر حاسد سی
اسواسطی زلف مین چھپایا ہی دل

رباعی

مدت مین ہوا ہی غم ہجران زائل
باتو نکی یہی بہت تڑپتا ہی دل
اللہ کو مان کر نہ کافر چپ بیٹھ
انسان کو بت بننی ہی آخر حاصل

رباعی

طبلہ نہ بجاو تم اداسی ہردم … عشاق کی حق مین ہوگا آخر یہ ستم
حورین اوتر آئینگی فلک سی دیکھیو … کرتی ہوی محفل مین تمہاری چھم چھم

رباعی

شبنم ہی عرق کان ہین گل غنچہ دہن … نسرین برونسترن گلو لالہ ذقن
بینی شبو لب ارغوان سنبل زلف … انکھین نرگس بنفشہ خط رخ ہی سمن

رباعی

اوس کوچی مین خاک اوڑانی جاینگی کون … رسوا ہو کر وہان سی آئیگا کون
برباد جو ہوگئی ہم ای بادِ صبا … بگڑی ہوئی زلف پھر بنائیگا کون

رباعی

ماتھا ہی چاند زلف کالی ناگن — ابرو ہی کمان تیر تیکھی چتون
گردن مینا ہی جامِ واژون پستان — رخسار ہی آفتاب بہرہ ہی ذقن

رباعی

صلواتین کسی روز سُنائین تمکو — بگڑو تو اور بھی بنائین تمکو
لپٹو تو آگ بہاگین بلاؤ تو نہ آئین — جب خوب خفا ہو تب منائین تمکو

رباعی

گردن کو مری لاگ ہی خنجر کی ساتہ — مژگان کی خلش ہی جانِ مضطر کی ساتہ
فصاد سمجہ کی کہولنا فصد ذرا — دم میرا الجہا ہی گا نشتر کی ساتہ

رباعی

یہ تنگیٔ دل پہ آہ بھرتی بھرتی
فریاد بھی اب کرتی ہین ڈرتی ڈرتی
وہ بوسہ جو دیکی قتل کرتی تو ہم
اُف مُنہ سی نہ کرتی کبھی مرتی مرتی

قطعہ

تری کوچی مین کل نواب کو یہ جوشِ سودا تہا
کہ لاکھون اوسکو سمجہاتی تہی پر وہ کچہ نہ سنتا تہا
تہا کچہ بھی مرض نہ دیکہ صرف اک تیری ملنی کو
بہانہ تہا یہ سب ظاہر مین اک وحشت کا پردا تہا

تمت

تاریخ منشی مظفر علی صاحب اسیر

در فصاحت در بلاغت در متانت بیمثال
تاجِ دیوانہا کلامِ خسروِ عالی ہمم

خواستم تاریخ طبع آن چو از هاتف اسیر | گفت این دیوان سلطانست با تاج و علم
۱۲۹۵ھ

تاریخ منشی محمد اسمٰعیل حسین صاحب منیر

ہوا مطبوع دیوانِ دوم خدام عالی کا | کہان ہین داد دین اگر ظہیری و خاقانی
منیرِ مدح خوان نے اسکا سالِ طبع یون پایا | چھپا سرمایۂ دل دوسرا دیوان لاثانی
۱۲۹۵ھ

تاریخ نواب مرزا خانصاحب داغ دہلوی

کیا خسروِ آفاق نے دیوان کہا ہے | اللہ ری اللہ ری یہ دستگہِ نظم
کس طرح یہ دیوان نہو سامعہ افروز | کہتی ہین اسے مہرِ سخن ہی یہ مہِ نظم
ہی روح فزا دلکو یہ عیسیٰ فصاحت | ہی راہنما شوق کو یہ خضرِ رہِ نظم
ای داغ ہوا طبع کلامِ شہِ والا | اس نظم کی تاریخ کہی مینے شہِ نظم
۱۲۹۵ھ

تاریخ سید ضامن علی صاحب جلال

چه فر و شوکت و شانِ بیان ست — خوشا آئینِ نظمِ خسروانی
جلال این ست سالِ طبعِ دیوان — شهِ ملکِ سخن زیبِ معانی

۱۲۹۵ھ

تاریخ شیخ امیر اللّٰہ صاحب تسلیم

بحمد اللہ کہ یہ دیوان چہپکر ختم پر آیا — ہوا آویزۂ گوشِ زمانہ شہرہ تزئین کا
دمِ نظارۂ ترکیبِ لفظ و خوبیِ معنی — پشیمان حوصلہ دیکہا نگاہِ چشمِ بدبین کا
نزاکت حسنِ بندش لطفِ مضمون دیکہکر سو سو — ہوا اربابِ معنی مین بلند آوازہ تحسین کا
پی تاریخ ای تسلیم یہ مصرع لکہا مینی — چہپا دیوانِ دوّم قبلۂ دین مضامین کا

۱۲۹۵ھ

تاریخ منشی صابر حسین صاحب صبا

بہارِ دیوانِ نظم اردو بہلای دل سی خیال جادو

کلام معجز نظام ہے یہ نہ سمجھی کوئی کہ ساحری ہے

ٹپک رہا ہی جو رنگِ مضمون تو لفظ اوبھری ہین بن کی جوبن

ہی بیت ابروی حور مطلع ہر ایک مصرع قدِ پری ہے

نئی ہی ترکیب تازہ بندش غضب فصاحت ستم بلاغت

محاوری کا جو حسن دیکھو تو شاعری کوٹ کر بھری ہے

صبا بھی کیا خوب خوش بیان ہی کہی یہ تاریخ طبع دیوان

کہان ہی طرزِ بہارِ جادو یہ معجزہ ہی یہ شاعری ہے

۱۲۹۵

تاریخ سید ابو محمد صاحب بدر خلف منشی سید اسمٰعیل حسین صاحب منیر

سرکار کا دوسرا جو دیوان چھپا — ارباب سخن کو ہو گئی شادی عید
ای بدر یہی طبع کی تاریخ کہو — گنجینۂ اعجاز مضامین مفید
۱۲۹۵ھ

تاریخ محمد فصیح الزمان خان صاحب خلف کوچک شیخ محمد وجیہ الزمان خانصاحب مرحوم

چون مایۂ نشاط جہان شد ز حسن طبع — دیوان ثانیِ ملکِ ملک عز و جاہ
تاریخ آن فصیح ثناگوی شہریار — گفتا لآلیِ سخن آبدار شاہ
۱۲۹۵ھ

تاریخ سید کاظم علیصاحب برادر خرد سید ضامن علیصاحب جلال

حقا کہ ہست جملہ کلامِ تو خسروا — مطبوعِ ہمہ سخنور و مطلوبِ خاص و عام
گفتا مثال مصرع تاریخِ سالِ طبع — شاہا ہمہ کلامت شاہِ ہمہ کلام
۱۲۹۵ھ

تاریخ منشی کنجبہاری لال صاحب خلف منشی بانکی بہاری لال صاحب لکھنوی

زہی تصنیفِ سلطانِ جہانگیر	فصیح و دلکش و مطبوعِ عام است
نوشتم مصرعی لائق بتاریخ	کلامِ شاہ ماشاہِ کلام است

۱۲۹۵ھ

تاریخِ فقیر امیر احمد امیرؔ

ہی زبانِ شاعرانِ مفتاحِ گنجِ تختِ عرش	لیکِ ہر شاعر کو کب ہو ہی تا حاصل یہ مقام
ہی یہی سلطان کہ ہی روح القدس کا ہم زبان	واہ کیا دیوان لکھا جو مرصّع ہی تمام
لفظ وہ گوہر کہ روشن جنکو آئین دیکھکر	نکہتِ گلہای مضمون سی معطر ہین مشام
طبع دیوان ہو چکا ہونی لگین جلدین درست	گردِ مطبع ہین خریدارونکی کیسی ازدحام
طبع کی تاریخ کلکِ فکر نی لکھی امیرؔ	چھپ گیا یہ خسروِ ملکِ معانی کا کلام

۱۲۹۵ھ